بعونِ توفیق دهندهٔ رمز کن فکان و ابداع نمایندهٔ زمین و زمان

و این آبدار رنگین عنوان تصنیف لطیف جناب سید سعد الدین صاحب عرف صاحب قلعلی شاه صادق علی المسمّی

دیوان صادق

۱۳۰۸ھ

بحسن اهتمام و سعی الکلام متوقعان اجر فخیم قاضی عبد الکریم قاضی رحمة الله صاحبان تاجران کتب بمبئی

در مطبع شاخ فتح الکریم واقع بمبئی مطبوع گردید

رب یسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وتمم بالخیر

سر سجدے سے کیا اُٹھائے خامہ
لکھہ سکتا نہین ہی حمد نامہ

سر خامہ عنبرین شمامہ اوس ناظم حقیقی کے سجدۂ شکرانہ مین خم ہی جوکہ مسجود ہژدہ ہزار عالم ہی الحق وہ معبود جمیع اقسام کی عبادت کے لایق ہی وہی مصدوق ہی وہی صادق ہی اور درود بے شمار اوپر روح پر فتوح احمد مجتبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قایل حدیث الشعرآء تلامیذ الرحمن پر جوکہ مخبر صادق ہی اور شفیع خلایق ہی اور لاکھون سلام اسکی آل اطہار اور اصحاب اخیار پر اللھم صل علی محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ بعد حمد وصلوٰۃ کے شایقین دواوین سخن ومطالعہ کنندگان کتب نو وکہن کی رائے حقیقت پیرائے پر پوشیدہ نہ رہے کہ جناب فضیلت مآب عالیجاہ جلیل المراتب حاج الحرمین والا مناقب رفیع الشان عالی وقار

صغار و کبار نیک نام والا مقام صاحب زہد و ورع ذی مراتب قاضی ابراہیم صاحب
جنھون کی ذات بابرکات کے فیض سے خصوص اس ملک مین علم نے ترقی پائی
اور ہزارہا کتابین جو کہ نہایت بوسیدہ اور ایسی نایاب تھین کہ معدوم میت کا حکم رکھتی تھین
اونھین اونھون نے چھپوا کر کسوت ہستی عنایت فرمائی غرض یہہ صاحب ایک زمانیسے
دیوان جناب کرامت نصاب فضیلت و طریقت آگاہ معارف دستگاہ حضرت
صادق علی شاہ صاحب صادق تخلّص کے نہایت جویا تھے لیکن کسی صورت میسّر نہین
آتا تھا بلکہ دوسرے ملک کے ساکنون کو بھی فرمایش تھی کہ اگر آپکا دیوان ہاتھہ آئے تو
وہ بھجوائین تاہم اس متبرک چیز کو باحسن الوجوہ چھپوائین ازبسکہ ہر کام کے لئے
بمصداق کلّ امر مرھون باوقاتھا ایک وقت مقرّر رہی سو جب وہ وقت آیا
تو جناب تجارت مآب نوباوہ گلشن جوانی سرو حدیقۂ کامرانی عالیجاہ والا مراتب حضرت
حاجی آدم صاحب نور چشم ملک التّجار صاحب عزّ و وقار جناب حاجی اسمٰعیل حبیب صاحب
کے منشی فصاحت پناہ بلاغت دستگاہ صاحب خلق عمیم منشی عبد الکریم صاحب نے
اپنے آقا کے ارشاد موافق کسی جا پتا پایا تو بہزار تدبیر وہان سے ہاتھہ کیا اور قاضی صاحب
موصوف کو لا دیا حضرت موصوف نے بڑی تجویز اور صحّت کے ساتھہ چھاپنا
آغاز کیا اور بڑی شکر گذاری یہہ کہ جب ایک جا سے ہاتھہ آیا تو دوسرے
دو متلاشیون نے بھی بہم پہنچایا یہہ بات بہت اچھی ہوئی کیونکہ
اون دونون دیوانون کے مقابلے سے
نہایت صحت کے ساتھہ مطبوع ہوا تھا لیکن

اب بوجہ کمیابی و کثرت شائقین کے منبع فیض عمیم جناب قاضی عبد الکریم و متمنی فضل اللہ جناب قاضی رحمۃ اللہ صاحب نے نقل مطابق
اصل نہایت اہتمام کے ساتھہ مطبع شاخ فتح الکریم بمبئی مین چھپوا کر شایع عالم کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کس سے ہوسکتا ثنائے خالقِ اکبر ادا
اور پیمبرؐ و اصحابؓ اربعہ رہبر ادا

ہے کہان قابل زبان اسبائمین کہ اب کرین
کچھ ثنائے حضرت زہرا و یا شبرؑ ادا

گر زبان ہو سو زبان پھر بھی تامل ہے کہ کیا
تو کریگا ٹک ثنائے حضرت بے سر ادا

حضرتِ سجاد و باقر جعفر و کاظم رضا
ہم تقی و ہم نقی اور حضرت عسکر ادا

صاحب دوران امامِ مہدیِ ہادی کی مدح
اس زبان سے کیا کرے یہہ عاصی کمتر ادا

گرچہ صادق ہے تو مرشد سے مدد اب مانگ لے
جو کہ تجھہ سے ہو سکے سو عاشقانہ کر ادا

گرچہ پوچھو حق تو حقدان فخر مولانا میرا
عارفون کا بلکہ عرفان فخر مولانا میرا

آشنائے بت ہوا ہین کفر مین سرشار ہون
کافرون کا دین وایمان فخر مولانا میرا

جو قران راقمی پڑھتے ہین وہ ہین رسم پر
معنیِ تفسیر قرآن فخر مولانا میرا

کچھہ خبر رکھتا نہین ہون صوم صایم سے مگر
عاشقون کا ماہ رمضان فخر مولانا میرا

ہے تو وہ صیّاد اسکے دام مین ہون لوٹ پوٹ
مجھہ دلِ زخمی کا درمان فخر مولانا میرا

مولوی صاحب چراغِ چشت فخرالدین نام
صادق او استاد برہان فخر مولانا میرا

ہی بجائے حمد حمد شہ محب اللہ کا
رہنمائے منزلِ وحدت کا اوجِ احدیت
پیر برحق رازدانِ کنتُ کنزاً مخفیاً
جو کہ عقدے عشق کے تھے کر دیا سب آئینہ
پیر میرا ایک ہی ایک ہی قدم کا آشنا

نعت ہی لایق جسے نعتِ رسولِ اللہ کا
ہی سزاوارِ ولایت جو ولی اللہ کا
ہی مقامِ بے شبہ جسکو بقا باللہ کا
مین فدا ہون دمبدم اس شاہ عالیجاہ کا
مجھہ گدا کو بس ہوس نا تخت تاج و شاہ کا

اپنی پہچانت سے تھا محتاج سوا اُس پیر نے
ہاتھہ پکڑا کر کرم مجھہ صادقِ گمراہ کا

مسافر ہو نمین آج ملکِ عدم کا
کیا فیدا مجھہ کو جب دام و دانہ
شہِ خیر صیّاد عالم بالفت
کہا مجھہ سے اکدن کہو نظم تم کچھہ
سراسر ہی تعریف معشوق و عاشق

مکین خانقہ ہون مین درد و الم کا
گیا بھول مین راہ باغِ ارم کا
دیا کر گرفتار دام و درم کا
سو تب سے ہی ترتیب نظم و رقم کا
نہ کچھہ ہی بغیر از ثنا اس صنم کا

نہ شاعر ہی صادق نہ اشعار ہین یہہ
توقع بمرشد صلاحِ قلم کا

اس پیر مغان نے راہِ کرم سے آج مجھے اک جام دیا
مین پیتے ہی اسکو مست ہوا اور زاہد نے بدنام کیا
جب کیف پلا کر مست کیا دو بول کہے کچھہ کانون مین
اسلام بھلا کر کفر دیا اور رسوا مجھہ کو عام کیا
مین مست پڑا تھا ظاہر مین تھا یاد مین اسکی باطن مین

لے شام سے وقت سحر تلک اور وقت سحر سے شام کیا
وہ نازو کرشمہ ہر دم کا وہ گھورنا اُس کا پلپل کا
پلپل مین نگاہ ترچھی سے وہ صید مجھے بے دام کیا
مین عاشق ہون اُن زلفون پر جو اینٹھ رہی ہی سنبل سی
مجھ دلکو لیا خود دل کو دیا اوس کافر نے کچھ کام کیا
جب شر کو اٹھا کر خیر مین آیا صادق خیر الدین ہوا
ہی شکر خدا اُس یار نے مجھ کو خلق مین دُردآشام کیا

تھا گرفتار سو تھا اور گرفتار کیا
دل کو لے مفت مین رسوا سر بازار کیا
نہ کیا کوئی مگر وہ بتِ عیّار کیا
کیا کہون خوار کیا یا کہ مجھے پیار کیا
کون مین تھا سو مجھے لایا کہان سے کسجا
ناگہان سر پہ میرے سایۂ دیوار کیا
پیالۂ چشم کو لے شیشۂ دل سے بھر بھر
بادۂ وصل پلا نشہ مین سرشار کیا
مین نہ کہتا تھا انا الحق سو کہایا مجھکو
یہہ عجب ناز کہ پھر مجھ کو سردار کیا

مین تو صادق ہون شہ خیر یہہ سمجھا دلمین
جو کیا شان پر اپنے وہ سزاوار کیا

مجھے ابتو ساقی نے بادہ پلایا
ہی شکر خدا مست مجھ کو بنایا
لیا دین و ایمان باتون ہی باتون
عجب ناچ ساقی نے مجھ کو نچایا
جوازہ می و جام و شیشے کا مین نے
سنا تھا سو آنکھون سے مجھ کو دکھایا
بھٹکتا مین پھرتا تھا جسکے سبب سے
مغان نے پکڑ ہاتھ اس سے ملایا
کہان ہی صراحی یہہ کہتا تھا مین سو
میرے پاس شیشہ تھا مجھ کو بتایا

مین صادق ہون شہ خیر مستی نے مجھکو
ہنسایا رُلایا ہلایا ملایا

کچھ کام نہین اس عالم سے اب مین اور میرا یار بھلا
لے جام و صراحی ہاتھون مین مجھ پاس کھڑا دلدار بھلا
آ ساقی مجھ کو دُرد پلا اسلام مجھے درکار نہین
اب جی مین یون ہی آتا ہی کہ تو اور مین سرشار بھلا
گر تیغ نگاہ دودم سے محبوب مجھے آ قتل کرے
یہہ جان گئی تو صدقہ ہی معشوق میرا خونخوار بھلا
ہون کافر لیکن ورد زبان ہی ہردم مجھ کو الّا اللہ
محروم جو کوئی اس راز سے ہی اس زاہد سے میخوار بھلا
جب مین تھا تب تو کچھ نہین دیکھا اب تو سب کچھ دیکھ چکا
ہی کفر بھلا اسلام بھلا کفّار بھلا دیندار بھلا
جب چھوڑ کے حبّ دنیا کو مین صادق خیر الدّین ہوا
ہی خانہ بھلا ویرانہ بھلا اور شہر بھلا کہسار بھلا

گیا جو کعبہ مین حاجی تو جا کے کیا دیکھا
خدا نے دیکھا تجھے گر تو کیا یہان وہ نتھا
مجھے جو پوچھو تو مجھ پاس ایک ہی قبلہ نما
مین اپنی آنکھون کے اوپر ہون صدقے اور قربان
نہ کچھ رہیگا نہ کچھ ہی مگر ہی ایک وجود

خدا کو دیکھا ہی تو یا تجھے خدا دیکھا
کہ قید کعبہ مین حق کو کیا جو جا دیکھا
اسی مین ساری خدائی کو با خدا دیکھا
جدھر جو دیکھا سو فانی ہی حق بقا دیکھا
وہ ایک وجود کو موجود جابجا دیکھا

اٹھا دے خطرہ وہی کو خبر ہی صادق
نہ دیکھا کچھ بھی مگر یار کا لقا دیکھا

جا ساقی کے لٹکے مین دل آہ میرا اٹکا
اک دین اور ایمان کی گٹھری تھی میرے سر پر

اب مین ہون خم مے ہی سبحہ کو میان جھٹکا
ساقی کی دوکان اوپر لے اُسکے تئین پٹکا

آلودہ نہو جامہ تقوی کی کہین بُو سے
اسباب سے مین ڈر ڈر دامن کے تئین جھٹکا

اک عقل و وہم اب تک تھا گرد مرے حایل
نادانی کے تئین میرے دیکھا سو وہین سٹکا

کیا کام ہی زاہد کا مجلس مین شرابی کی
آنیکو ندے شاید کر بیٹھے دغا پھٹکا

ہی خیر ارے صادق پیتا ہی جو تو بادہ
چھوٹا تو میان بھٹکا گر ہی تو یہی کھٹکا

کوئی یہہ مجھسے کہے کہہ ہی انانیت سو کیا
جب انانیت اُٹھی تو پھیر کیا باقی رہا

مبدع ثالث مین دیکھو مین پناہی جا بجا
یعنے آدم مین ہون اور ہونہین محمدؐ مین خدا

جسجگہہ دیکھو تومین ہن اسجگہہ موجود ہی
یہہ کہو کہہ دیجئے اب کون امین ین اُٹھا

اصل مین جو ہی اناسو ہوا نا بولا انا
یون انا کہنے مین کیا ہی کفر سو دیجے بتا

یہہ عجب پردہ ہی اسجا عقل جب ماری پڑے
سمجھے اس مین ین کو تب ہوا شناسے آشنا

دم زنی بیجا نہین ہی ہان مگر جانے تو تب
خبر صادق سے جو پوچھو تو کہونگا ہی بجا

کرو یہہ شادی ای مستو کہ دلربا آیا
نیاز و غمزہ کرشمہ سے خوش ادا آیا

بدہ مدہ رہے ساقی پیارے ہون خاموش
کسیطرح سے بھی آوے مگر بجا آیا

ہی پاس اپنی رحیمی کا اور رحمٰن کا
ضمیر نون کا نقطہ بز بہر پا آیا

دو نقطے ہین یہہ جسے کہتے ہین یہہ اور وہ اور
ازل مین صور جو پھونکا تو یہہ صدا آیا

کیا نہ کوچ کہین نہ مقام آگے کیا
ہو موج بحر سے نکلا حباب سا آیا

رضینا ہی برضا خیر ہی میان صادق
یہہ ہی وہ جائے کہ تسلیم اور رضا آیا

اب کہان ہی دین و ایمان عشق نے رسوا کیا
ناہون کافر نا مسلمان عشق نے رسوا کیا

یا رو اب جائے رکوع و سجدہ گاہِ عاشقان
ہی خم ابروئے جانان عشق نے رسوا کیا

دلکو جو دیکھون تو ہی زخم نگہ سے چور چور
نا اثر کرتا ہی درمان عشق نے رسوا کیا

خنجر تسلیم مین سر دیکے اسماعیل ہون
لیجیے ہی عید قربان عشق نے رسوا کیا

خاک کو انکار کیا ہی ہون ہدف آہی پہ ہی
کر گئی تاثیر مژگان عشق نے رسوا کیا

جب سنا کہ خیر ہی صادق کھڑا ہو ہون کھڑا
جونکہ نقش نقشبندان عشق نے رسوا کیا

عشقبازی مین ہو مسمار ارسے پیر ہوا
درد و غم کے ہی ولایت کا میان میر ہوا

سر کو رکھتا ہون پریشانی کے حلقے مین ضرور
حلقۂ زلف سیہ حلقۂ زنجیر ہوا

جعد مشکین کی مہک پر ہو مین اب شیدا ہی
کیا شتابی دل دیوانہ پہ تاثیر ہوا

جسطرح کرتے ہین عشاق وضو بہر نماز
خون دل سے مین کیا صاحب تکبیر ہوا

میری یہہ عمر گئی خوبون کی صحبت مین گذر
رونہ وشب تقوی عبادات مین تاخیر ہوا

صادقا خیر لگا ہاتھ مین خوبونکے میان
رد تدبیر ہوا جہ ہوا تقدیر ہوا

بانسری والے نے منکو موسے مستانہ کیا
جب لیا تانہ سرامی آہ دیوانہ کیا

دو دہان جونی کو ہی اسواک ازلی اور ایک آہ
ایک کو شیشہ کیا اور اک کو پیمانہ کیا

عرش سے لے فرش تک آوازنی بھر پور ہی
لیک ہر ہر جا بنا ہی ناوا فسانہ کیا

شرق سے لے غرب تک اور از جنوب و تا شمال
ناؤ پر اپنی ہی سب کو مست و مستانہ کیا

نائیکی نی مین ہی بھڑکا اور جھڑکا ہاتھ بھی
شوق آتش شعلہ زن ہو دلکو پروانہ کیا

خیر ہی صادق تجھے آوار پر ہی شوق ذوق
آشنائے بانسری سے مجھ کو مستانہ کیا

سونا نہ بھری مرلی پھونکارے میان پھونکا
یہہ عشوہ گری مرلی پھونکارے میان پھونکا

ہی جوش جنون دلپر صحرا کو نکل جانا
من مست کری مرلی پھونکارے میان پھونکا

تقوی کا مرے جامہ لیتا جارے زاہد
کہتا ہوں ادھر آتو کہتا ہی نہیں آتے
پھونکے ہی اُدھر مخفی ادیدھر سے پکارے ہے

اب پردہ دری مرلی پھونکارے میان پھونکا
چھپ چھپ کے بہری مرلی پھونکارے میان پھونکا
جادو کی بھری مُرلی پھونکارے میان پھونکا

ہین خیر شہ صادق آوازہ یہ ہون عاشق
کیا پُر ہُنری مرلی پھونکارے میان پھونکا

اسم تو قایم رہا وہ کون تھا جو مر گیا
اسم کو ہی جسم لازم اسم تو اٹھتا نہین
آپ تھا محبوب جب سے ہو گیا آپہی محب
عشق سے آیا تھا اپنے عشق مین جاتا رہا
پھر ملا جا اس سے پھر وہ اسّے جا کر مل گیا

ہان کہو کے تھا سفر مین آپ اپنے گھر گیا
پر تھا فاعل آپ اپنے فعل کو لیکر گیا
چارون کی بیخودی مین خود خدائی کر گیا
اصل مین واصل ہوا جامہ پُرانا دھر گیا
نا تو کچھ خالی رہا تھا نہ تواب کچھ بھر گیا

صادق شہ خیر جیسا تھا سو ویسا اب بھی ہے
ناہی نقصان و نفع سمجھو کہ خیر و شر گیا

جہا مین گر تجھے پیدا مین نا کرتا تو کیا کرتا
بہا مین بوسے کے جان کو جو نا دیتا تو کیا دیتا
تیرے لیسے جام بیہوشی مین نا پیتا تو کیا پیتا
جو موسی لن ترانی یار نا کہتا تو کیا کہتا
نیر اگر عاشق دلخواہ نا ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے تجھ عشق مین رسوا مین نا کرتا تو کیا کرتا
اگر نقصان سے سودا مین نا کرتا تو کیا کرتا
جو کل کو آج ایجا نان مین نا کرتا تو کیا کرتا
سو اس سے وہ لکے تین بنا مین نا کرتا تو کیا کرتا
بھلا پھر عاشقی پیدا مین نا کرتا تو کیا کرتا

پھر صادق خیر گر صابر نہین رہتا تو کیا رہتا
شہید تیغ استغنا مین نا کرتا تو کیا کرتا

صنم ہائے یار و مجھے کیا کیا
اُسے یاد ہی کیا خرید و فروخت

کہ لیتے ہی دل مجھ کو رسوا کیا
جو دلسے مرے اپنے سودا کیا

ملا مجھ سے آنکھونکو جادو نگاہ
بھلا کیون یہہ فتنہ وہ برپا کیا

جلاتا ہی دلکے جلے کو یہہ کیون
ہوئی کیا خطا جو کہ اتنا کیا

شرابی ہی شاید پیئے چاشنی
کباب جگر کِ میرے دلکو کیا

شہ خیر صادق کو ہی یہہ یقین
جو اتنا کیا پھر وہ اپنا کیا

مسمار گر ہوا تو ہوا پر بجا ہوا
شیرین لبون سے یار کے اب آشنا ہوا

اُڑتا تھا ہو غبار جدھر یار کا گذر
نقشِ قدومِ راہ ہوا خاکِ پا ہوا

چشم سیہ کو یار کی مین دیکھا اُسگھڑی
جب طور نمط جل گیا اور سرمہ سا ہوا

صحرا مین جا بجا تو لئے برگ توڑ کر
پتھر سے پاش پاش ہوا تب حنا ہوا

دیکھا صنم کو خواب مین ہی جاگتا نہین
بیدار ٹک نھی ہوئے سو باد صبا ہوا

صادق ہون خیر سجدۂ جانان مین ہوکے خم
خجلت سے گل کی آب ہوا خود فدا ہوا

مجھے کام کسو سے نہ کچھ بھی رہا
اب تو منوا بھلا میرا منوا بھلا

نا مین بیگانہ ہون نا یگانہ ہوا
اب تو منوا بھلا میرا منوا بھلا

جا بزار مین مین نے منادی کیا
جو کہ مجھ سے چھپا ہی سو مجھکو ملا

بیٹھا گودی مین میرے ہی یار میرا
اب تو منوا بھلا میرا منوا بھلا

دوڑا موجون کے پیچھے مین پھرتا رہا
نا تو آشنا دریا سے مین یان ہوا

سمجھا دریا کو موجونکا خطرہ مٹا
ابتو منوا بھلا میرا منوا بھلا

کبھو کہتا تھا شخص سے عکس جدا
کبھو کہتا تھا عکس سے شخص جدا

بارے شکر ہی دوئی کا پردہ اٹھا
اب تو منوا بھلا میرا منوا بھلا

نا تو دیر و حرم سے ہی کام مجھے
پوجا دل کا مین کرتا ہون صبح و مسا

اپنو آدم یہی ہی یہی ہی خدا
اب تو منوا بھلا میرا منوا بھلا

مین ہون صادق اسمین ہی خیر مجھے
اپنے دلکو بچاتا مین پھرتا ہون اب

گرچہ ٹھیس لگا تو یہہ ٹکڑے ہوا
ابتو منوا بھلا میرا منوا بھلا

ملتا ہی جس غم سے یار وہ غم کونسا
بستا ہی جسجا صنم ہی وہ حرم کونسا

رب مین و مربوب مین فرق ہی ایکہی قدم
یا تھا یہان یا وہان پھر وہ قدم کونسا

ذات کو ہووے خوشی اور یہہ مُمِدِّ حیات
ہین جو یہہ چوبیس ہزار اسمین وہ دم کونسا

کعبہ مین حاجی گیا دیر مین پانڈے مگر
دونون مین جو جلوہ گر ہی وہ صنم کونسا

اوّل و آخر سو کیا ظاہر و باطن سو کیا
کہتا ہی کسکو وجود ہی وہ عدم کونسا

خیر ہی صادق فقط دیکھہ نہ کر یہہ تمیز
اہل غضب کون اہل کرم کونسا

کفر کے پیچھے بہت یار و پریشان ہوا
آخرش کفر وہی اب مجھے ایمان ہوا

لا مین کہتا تھا جسے اب وہی ہی الا اللہ
اسجگہہ گم ہی میان عقل مین نادان ہوا

تھا تو کچھہ کام نفی سے ہی نہ اثبات سے ہی
اپنے کو سونپ دیا یار کو انجان ہوا

جسطرف آنکھہ اٹھا دیکھو تو ہی وجہ اللہ
شخص و عکس ایک ہی اس ایک سے منڈان ہوا

نہ تو آنا نہ کہین جانا نہ مرنا جینا
حل عقدہ ہوا الآن کما کان ہوا

حسن پر اپنے فریفتہ ہی شہ صادق خیر
محو کی مستی مین گذر عقل سے مستان ہوا

مصور نے چاہا کہ اپنی ہی آپہی یہہ تصویر کھینچے سو تصویر کھینچا
لے قدرت کے جدول کو تختی پہ ہستی کے تحریر کھینچے سو تحریر کھینچا
کمان قصقاشست لاہوت وجبروت چلہ کنش سے ملکوت میان

لگانے نشانہ پہ ناسوت کے جو چاہا تیر کھینچے سو یہہ تیر کھینچا
کہان سے کہان پہنچا ابل بے قاتل تو مقتول آپہی ہے لذت کی خاطر
نیام سفیدی سے جوہر سیہ کے جو شمشیر کھینچے سو شمشیر کھینچا
تو حاکم ہے آپہی تو محکوم آپہی ہو محبوس الفت سے پانو تمین اپنے
یہہ زندان کثرت مین اربع عناصر کی تحریر کھینچے سو تحریر کھینچا
تو آپہی ہے سیماب آپہی ہے بوٹی تو آپہی ہے مہوس جو چاہا ازل مین
کہ دل کی گدازی کی خاطر محبت کی اکسیر کھینچے سو اکسیر کھینچا
ہین صادق شہ خیر کہتا ہون تم سے یہہ نعمت کہان کسکو ملتی ہے یارو
مگر ہان سنا ہون اُسے ہو نصیب یہہ جسے پیر کھینچے اُسے پیر کھینچا

ایضاً

نہ تو دل ہی رہا جو مین دیکھون اُسے جائے دل سے ہے اب تو نقش اُٹھا
نہ تو سرخی سے ہے نہ سیاہی سے ہے مگر آب طلا سے ہون اسکو لکھا
ہے تو عشق یہی ہے عاشق یہی ہے معشوق دلبر یہی ہے میان
نہ تو اوسکے سوا کچھ بھی ہے نہ ہوا دیکھا کرتا ہون مین اسکو سر کو جھکا
ہے تو اول بھی اور ہے آخر بھی دیکھو ظاہر بھی اور باطن بھی
ہے یہہ سارا اسمین طلسم جہان جسے کہتے ہین سو ہے قبلہ نما
ہے تو جانان بھی جان بھی یہی ہے بیجان یہی ہے باجان بھی یہی ہے
ہے تو آدم بھی اور محمدؐ بھی ہے اور خدا ہے بھی نہین ہے اسکے سوا
ہے تو ساقی بھی ہے اور بادہ بھی ہے یہی شیشہ بھی ہے اور پیالہ بھی ہے

پیارے پیا بھی۔۔ہی اور پلایا بھی۔۔ہی کبھو مست ہوا کبھو ہشیار بنا
ہی تو صادق بھی ہی اور کاذب بھی ہی گا خیر بھی ہی اور شر بھی ہی
ہی وہ آپہی جلالی وہ آپہی جمالی کبھو جو ہو کوئی اُس سے رسوا ذرا

ایضاً

اسکے جور و ستم کو تو جانے ہی کیا وہ جفا ہی کیا یا وفا ہی کیا
اُسے کون کہے کہ تو کیا یہہ کیا اُسنے جو جو کیا سو بجا ہی کیا
اسے قاتل کہو جو کہ ظالم ہوئے یہی خنجر الفت ہی راہ صنم
ہی پہاڑ سسکنا ترا پنا اُسے جسے سر کو قدم پہ فدا ہی کیا
تیرے دیر و حرم کا تھا جا نا عبث وہ تو ایسا نہین کہ چھپا ہی رہے
مگر آنکھین نہوئے تو کسکی خطا دیکھو خود نے تو خود مین خدا ہی کیا
ہی رضینا بہ راضی رضا کے تیرے مین تو سر کو رکھا تیرے قدمون تلے
پیارے چاہے سو مجھکو تو کرلے ابھی مین تو بندہ پنے کو ادا ہی کیا
تیغ ابرو کے آگے سے تیرے صنم بھلا بھاگون اگر تو مین جاؤن کہان
بجا شکر اداوے دوگانہ کرون گرچہ سر بھی کٹے تو کٹا ہی کیا
ارے سنگدلان ہتو شیشہ گران دل صادق خبر تو چور ہوا
اپنی یار کی آتش وصل مین بھی تو جلا کے جگر کو گھلا ہی کیا

ایضاً

یار نے چاہا یون تو آپ ہی اپنے مین اظہار ہوا
آب کہون انہار کہون اشجار کہون اثمار ہوا

لیلیٰ ہو خود محمل باندھا ناقے کے لے پشت اوپر
مجنون خود وہ آپ ہی ہو کر شایق وصل یار رہوا
آپ ہی شیرین ہو کر وہ فرہاد کے دل کو ہاتھہ کیا
تیشہ کوہ کن آپ ہوا جانبازہ ہوا کُہسار ہوا
ساقی اودھر آپ ہوا اور زاہد بھی وہ آپ ہوا
رہن رکھا کر خرقہ خود ہی بادہ خود سرشار ہوا
صوفی ہوا خود اور رقص کیا گہ خندہ گاہے اشک روان
خود چنگ ہوا خود سازہ ہوا خود نغمہ اور مزمار ہوا
منزل تو بہہ سخت ہی اسکو سمجھا صادق خبر مگر
خود خوار ہوا مسمار ہوا آنبد یار سے اپنے یار ہوا

ایضاً

یار کو خلوت خاص میں جدم جلوہ اِک درکار ہوا
جامہ پہنا امکان کا اور آپ ہی وہ اظہار ہوا
آپ ہی عقل کامل عرش اور کرسی آپ ہی لوح و قلم
آپ ملک اور آپ فلک خود ثابت اور سیّار ہوا
عاشق اپنا آپ ہو اپنے حسن اوپر مشتاق بنا
آرسی عکس وہ آپ ہوا خود دید ہوا دیدار ہوا
خود شمع ہوا پروانہ ہوا اور آپ جلایا اپنے کو
آپہی شوق اور آپ ہی شایق نور ہوا خود نار ہوا
آپ بنائین منزل دو اک کعبہ دویم بتخانہ

کیا کفر کہوں اسلام کہوں خود سبجہ خود زنّار ہوا
ہے نور محمد فخر مجھے بس مین ہوں صادق خیر الدّین
مین لے کے بغل مین شیشہ باہم ساقی کے میخوار ہوا

مجھے لاوے دام مین سو آپ وہ خود بدام آیا
کیا ظاہر تجلّی سے آپ ہی کافر مسلمانکو
کوئی جانے کیا کہ ہے جو دل میرے بے یاد اسکو
آپ بنکے مغان بیٹھا دیر مین جامی جو لایا
چلا سیر باغ کو باغ مین پھر سیر ہے میان

عجب آہو چشم لطف خاص سے ہو عام آیا
اودھر شکل کفر سے اور ادھر سے ہو اسلام آیا
دلکے لینے کو سحر رو خندان ہر ہر کام آیا
بنا مطرب آپ پھر تو ساقی ہو لے جام آیا
کرو شادی ارے بلبل چمن مین گلفام آیا

خیر صادق مین ہو یار رہنمائے عشق سے
عاشق سرشار کا آغاز تو انجام آیا

چھپا تھا ہوبت مین وہ چھیل چھبیلا
خدائی مین لذّت ہے اندیشہ منکر
چلا لی بہ بچے جلد منزل بہ منزل
بتاریخ پنجم گھڑی سات دنکو
مبارک لگی ہونے چارو نطرف سے

یہ اوج غیرت جمال چھبیلا
وطن سے کیا کوچ اچپل نویلا
مقام چہارم کو پہنچا رسیلا
ہوا پیدا برج نہم مین چھبیلا
کہ ای واہ کیا خوب آیا شکیلا

سنہ خیر صادق یہہ سمجھا ہے دلمین
کہ گر ہون تو ہون آپ اپنا وسیلا

جلتی شمع ہے شوق سے اپنے جلنے کے تین پروانہ ہے آتا
پر کوئی سارے مثل شرر کے نام خدا مردانہ ہے آتا
دیکھئے ہر شب درد و الم کے دل نے اپنے کو آپ ہی بنایا
عشق سے جلنے شعلے کے اوپر سوئے شمع مستانہ ہے آتا

جونکہ دو بارا کوہ کمر سے دامن صحرا باندھ لیا ہی
تیری مدد سے واہ رے جوہ یا ہمت دل دیوانہ ہی آتا
اشکِ الم سے خلوتِ دل مین آپ فرامشی کرنی کی خاطر
صاحبِ خانہ اپنے کرم سے آپ بسوئے خانہ ہی آتا
تو تو قطع امید ہوا دل وصل جانان سے اپنی
دیکھا ہون مین کہ دامن گیسو گاہ بدستِ شانہ ہی آتا
تجھکو جنون ای صادق خراب عشق مین اپنے راہ نما ہی تو
ایسی صفت سے کاہیکو محفل بیچ کبھو پروانہ ہی آتا

گر کہون اوّل تو میرا ناتو کچھ ہی ابتدا
اب نفی کسکو کرون اثبات مین کسکو کرون
گر نفی تشبیہ کو کیجے تو پھوٹے آئینہ
دو طرف دریا ہی دو اور بیچ مین برزخ کو کون
حق اگر پوچھو تو جو ہی لاسو الا اللہ ہی

گر کہون آخر تو میرا انتہا بے انتہا
عکس کو کرتے نفی یہان شخص بھی جاتا رہا
کسطرح آوے نظر تنزیہ سود بے بنا
لا ہی کیا اور کیا الہ اور پھر وہ الا اللہ کیا
من عرف کے تین ارکان ہی ہو سب ہو رہا

اِک الف سے پانچ الف اور ہی سو سب ہے موجودات
غیر صادق نقطہ اوّل کو اُس کے پا چکا

چشم ستمگر نے ہی یارو واہ عجب کچھ کام کیا
حسن پہ عاشق آپ ہوئی اور مفت مجھے بدنام کیا
ہو کے مجسم کافر نے آ چھید جگر کے پار نکل
آپ اٹھا یا لذت کچھ اور مجھ کو بے اسلام کیا
دیکھ دکھاوے آپ ہی وہ انگشت نما ہون ناحق مین
عاجز ہون اِن آنکھون سے کہ میرا یہہ انجام کیا

ایدھر بھی موجود وہی اور اودھر بھی موجود وہی ؏
آپس مین کر تیغ زنی یون مجھہ کو اسیر دام کیا
مین ہاتھون سے ان آنکھون کے بیداد ہو یارو گھایل ہون
آپ ہی ایدھر روک لیا اور اودھر سے صمصام کیا
کوئی کہو کچھ مین ہون صادق بولونگا اب شکر اللہ
شر سے اٹھا کر خیر مین لایا عاشق میرا نام کیا

جو دلپہ یہہ نشان ہوا کیا مزا ہوا
یہہ کچھ نہ تھا وہ آپ تھا اپنے ظہور پر
خلوت مین کر چکا وہ اٹھارہ ہزار خلق
پر کچھ نہ بیش و کم ہی عدم سے ابھی وجود
آیا اِدھر سے آپ اودھر خود نکل گیا

فَاَحبَبتُ کا یہہ شان ہوا کیا مزا ہوا
چاہا سو کن فکان مین ہوا کیا مزا ہوا
ہر ہر مین حکمران ہوا کیا مزا ہوا
اَلآنَ کَمَا کَان ہوا کیا مزا ہوا
مہمان و میزبان ہوا کیا مزا ہوا

جو کچھ کہ ہی ظہور یہہ اسما کو نہ یہہ
صادق تو خیر بان ہوا کیا مزا ہوا

پی شراب عشق اب تو مست و متوالا ہوا
ساقی کے بلہار جو سامان رسوائی دیا
اب مجھے صحبت ہی انسے اک صغیر اور اک کبیر
دیر کا رہنا ہی اب تو ہو گیا مین بت پرست
جو کہ تھا ویرانہ وہان اب دیکھتا ہون ہی بہار

می کی مخموری مین این و آن سے نرالا ہوا
ہاتھ مین شیشہ ہوا اور مے سے پر پیالا ہوا
یار تو شش سال کا اور مین چہل سالا ہوا
ہاتھ سے تسبیح گئی اسدم کا اب مالا ہوا
ہی خزان شرمندہ جائے خار و گل لالا ہوا

صادق نشہ خیر مرض دو ہی سے بیمار تھا
جو حکیم آ نبض دیکھا مرتبہ بالا ہوا

یارو مین میخوار رہا شکر خدا خوب ہوا
رسوائے بازار ہوا شکر خدا خوب ہوا

بادہ پی سرشار ہوا ساقی کے بلہار ہوا
عقل سے انکار ہوا کفر سے اقرار ہوا
یار سے اب یار ہوا لایق زنّار ہوا
سب سے مین بیزار ہوا قابل دیدار ہوا

لایق سنگسار ہوا شکر خدا خوب ہوا
بت کا پرستار ہوا شکر خدا خوب ہوا
دل تو گرفتار ہوا شکر خدا خوب ہوا
دل ہی سے یہہ پیار ہوا شکر خدا خوب ہوا

صادق کا کیا کار ہوا بیڑا ترا پار ہوا
خیر ہی گر خوار ہوا شکر خدا خوب ہوا

ردیف بائے

شعلہ او پر جان کو کھوتا ہی پروانہ جب
شیخ جی حیران ہو کین گردش تسبیح مین
مالک دیر و حرم ہی وہ بت نازنین
ساقیا بادہ پلا جلدی سے آکر مجھے
خوب سا مخمور ہون بزم سماع بھی رہے

لذت دیدار سے چشم ملاتا ہی تب
مجھ کو یہہ تسبیح ہی یار سے ہون لب بلب
سنکے یہہ جھگڑے ہی شیخ میرے لیے آپے سبب
دلسے میرے دے بھلا جہانکی غیرت کو اب
تو بھی ہم آغوش ہو جب ہی مزا ئے طرب

دیر مغان ہوئے اور ساقی صادق لے جام
خیر وہان بیٹھ کر پیتا رہے روز و شب

لوح دل سے کبر و کینہ دھوئے جب
یار کا ملنا تو کچھ آسان نہین
شاید اوّل مین کوئی گر پا گیا
عاشقون کی عید قربانی وہ ہی
شمع رو اوسکو ملے ای عاشقو

وصل ہی تخم محبت بوئے جب
وہ ملے مجنون سا کوئی روئے جب
دل ہوا بیدار پھر وہ سوئے جب
خنجر اثبات مین سر کھوئے جب
کوئی پروانہ سا عاشق ہوئے جب

یار صادق ہی بغل مین خیر کی
ہی یہہ دلجوئی سہل پر ہوئے جب

جان من تو لعل لب سے بول اب

عشق کے عقدے کو سارے کھول اب

نقد دل کو بیچتا ہون یار مین
مفت لے کیا پوچھتا ہی مول اب

قتل میرا ہی روا قاتل تجھے
خون دل میرا حنا کر گھول اب

دُرّ دل ان مول جب ہم دے چکے
خواہ کر سفتہ اُسے یا تول اب

خون دل پیتا ہی کیون ای دلربا
یا کہ سمجھا ہی اُسے تنبول اب

خیر صادق سے جو کرتا بات ہو
بول دے بیٹھا ہی کیا انبول اب

می نوش کیئے مجہہ ملنے کو اب آتا ہی دلدار عجب
ہی ہاتھہ پیالہ خود متوالا واہ رے کیا رفتار عجب

وہ بھر بھر پیالہ دیتا تھا کئی ناز سے مین بھی پیتا تھا
ہر آن مزہ کچھہ تازہ تھا مین اس سے ہوا سرشار عجب

ہی گاہے دیکھا وے مکھڑے کو بیٹھہ کے اندر پردے کے
پھر آن مین گاہے چھپتا ہی یار میرا مکار عجب

ہی شمع صفت وہ پیر مغان اس کا ہون مین پروانہ
جا شوق سے اپنے جلتا ہون پر یار تو ہی اغیار عجب

گہ کہتا ہی آپی لے می گہ کہتا ہی جا بیٹھہ پرے
گہ کہتا ہی کہ چپکے رہ ہی یہہ میرا ہوشیار عجب

مین صادق خیر الدین ہون یار و راہ مین اپنے پیارے کی
ہی اب تو وصالِ دایم لیکن مین بھی ہوا مسمار عجب

یار نے خیمہ دیا ہی خوشنما مثلِ حباب
تھام جسکے پانچ ہین اور سات لاگین ہین طناب

تین صاحب اور مصاحب رہتے ہاین خیمہ کے بیچ
اور رہتے ہین جہان بارہ امیر اہلِ حجاب

یہہ لوازم سات لے پھرتا ہی شاہ دو جہان
گہ مقیم و گہ مسافر گہ بدیر و گہ شتاب

یا کہ ہو ناسوت یا ملکوت یا جبروت مین
نا تو ہی تقدیر نا تدبیر و رسِ عشق ہین

یا کہ ہو لاہوت یہہ سب آپکے ہین ہیچ و تاب
رہگئی وہ طاقچہ پر عقل کی جو تھی کتاب

ردیف

نا تو آنیکی خوشی تھی نا تو ہی جانیکا غم
صادقِ شہ خیر کو دو نون برابر اک حساب

تا

جاتے ہو کہان منکو لئے سنگ موہن ہوت
دلبر تو میرے نقش ہی جاتا نہین بھولا
صیاد بھی آپہی ہو تمھین دام ہو دلکش
ارواح مثال اور شہادت ہو تم آپہی
ہے شرق سے تا غرب ملک جو جو ہی موجود

گر زخمی چلے دلکو میرے دلکے لگن ہوت
یہہ چشم کبھی خندہ دہن شیرین سخن ہوت
تم صید بھی آپہی ہو میرے آہو نین ہوت
تم جان جہان ہو یہہ جہان جملہ بدن ہوت
ہر شی مین معطر ہو میرے مشک ختن ہوت

صادق ہون شہ خیر جہان جسم نہان اسم
آنکھون سے لگا تا ہون ذرا لاوین چرن ہوت

ہی جہان مین جلوہ گر اس یار کی ذات و صفات
واہ رے نقاش تو نے خامۂ قدرت کو لے
بیٹھ کر پردے اندر گوشۂ عزلت سے تو
دخل کیا ہی عقل کو کہ ہو تیری معجز طراز
ہاتھ دوڑائے فلک کہ جام گردش کو دیا

گاہ ہوتا ہی صفات اور گاہ ہی وہ عین ذات
کھینچ تصویرین بنایا اُن مین یہہ ممکنات
خانمان سب کا لیا دے چاشنیِ واجبات
ہو اگر تو تو ہی ہی اور تجھسے ہی سب کائنات
سب کو تو اوّل پلایا شربت مرگ و حیات

گر تو صادق ہی تو کر میری نصیحت پر عمل
خیر سے تو کام رکھہ کہ ہی رفیق آخر یہہ بات

تجھہ نگہ مست سے سارے ہوئے مست مست
کافر و مسلم ہین مست مستی مین ہین کفر و دین
مست زمین آسمان سارے ستارے ہین مست

گبر ہو دی ہین مست مست بت و بت پرست
ولولۂ عشق سے مست حرم اور کنشت
جوہر و ہم عرض مست مست بہم شش جہت

عشق اور عشاق مست عاشق و معشوق مست
جام و صراحی ہین مست پیالہ و خمخانہ مست

جانہ و جانانہ مست مست گہ و گہ الست
می ہی وہ میخوار مست مست ہم پنج و ہفت

نور سے انوار مست صادق شہ خیر مست
مست ہون سرشار رہون مست کو کچھ پوچھ مست

مجھسے مین ہون بیخبر مین ہون مست اور مے الست
نا ہون شاہ بحر و بر نا سفر مین نا حضر
نا حجر ہون نا مدر نا شجر ہون نا ثمر
نا ہون شام و نا سحر نا ہون شمس و نا قمر
ابر و قطرہ نا بحر نا صدف ہون نا گہر

می پرست وہ رہگذر مین ہون مست مے الست
نا ادھر ہون نا ادھر مین ہون مست مے الست
با ہنر نا بے ہنر مین ہون مست مے الست
نا ستارہ نا مور مین ہون مست مے الست
نا تو مین ہون غوطہ ور مین ہون مست مے الست

صادق اپنے صدق پر نازان ہی یار و سر بسر
نا ہی خیر و نا ہی شر مین ہون مست مے الست

ردیف — ث

مجھ دل شیدائی کو زنجیر کرتے ہو عبث
ہاتھ آیکا نہین سودائی خود مختار ہی
ہو یہہ قلبی زر زر خالص تو بہتر ورنہ نہین
معنی قرآن سراسر دل کے اوپر لکھہ چکا
نقش اب جادو کے ہمتو سات گھر سے پا چکے

جان سے گذرا ہون تم تدبیر کرتے ہو عبث
نقش تم جادو کے لکھہ تسخیر کرتے ہو عبث
خام سیماب عقل کی اکسیر کرتے ہو عبث
سینۂ قرطاس پر تحریر کرتے ہو عبث
دعوتین لکھہ لکھکے تم تکبیر کرتے ہو عبث

خیر ہون صادق ہون دیوانہ رخ دلدار ہون
مجھ دل شیدائی کو زنجیر کرتے ہو عبث

ردیف — جیم

اشک کے لشکر چلے آتے ہین یارو فوج فوج
خوبرویان اور بتو نہین حسن تو سردار ہی
رنگ ہی رنگدار ہی رنگین فوجین نوع نوع

قاتل عاشق تلے آتے ہین یارو فوج فوج
دل کی غارت پر ملے آتے ہین یارو فوج فوج
دھوم ہی کیا چلبلے آتے ہین یارو فوج فوج

نی بھی ہی مردنگ و دف بھی چنگ ہی نادر رباب
کھیلتے جھومر چلے آتے ہین یار و فوج فوج

اڑ گیا ہون اب تو ٹلنے کا نہین جو ہو سو ہو
خون پہ بھرے چلے آتے ہین یار و فوج فوج

خیر مردانہ ہو صادق دلکو رکھیئے ہاتھ پر
دیکھئے کیا دل چلے آتے ہین یار و فوج فوج

ردیف — چے

خود کیا اظہار وحدت محفل دریا کے بیچ
ہین حبابین یہہ جو بھرتے مشکلِ دریا کے بیچ

قربت عاشق کی جون آسایشِ سالک کو ہی
باز رہتا سیل جب ہو واصل دریا کے بیچ

جوش اشک اور ضعف دل ہی یان طلب مین یار کی
موج آ کر رہگئی جون منزلِ دریا کے بیچ

کہتے ہین اربابِ مشرب شاہد معنی کو یون
ہی گہر مانند لیلی محفلِ دریا کے بیچ

فیض سے تو صاف طینت کے عزیز مصر ہو
روح ہی مانند گوہر حاصلِ دریا کے بیچ

صادقِ شہ خیر نے اب یون کہا ہی ریختہ
ہون تو غواصِ معانی کاملِ دریا کے بیچ

ردیف — حا

کیونکر کسی سے ہو سکے دلدار کی شرح
خندان لبان شیرین سخن یار کی شرح

چشمون سے ایسے ہو جو کبھو دلمین جا دھسے
پھر کسطرح ہو دیدۂ دیدار کی شرح

مژگان تیر رکھکے کمان ابرو کے اوپر
مارے ہی کھینچ کیا ہو کمان دار کی شرح

مخمور چشم ہی کہ نشہ مین وہ چور ہی
مغرور کیا زبان سے ہو خمار کی شرح

لوٹے ہی شوق مستی مین خانہ معانئین شوخ
زاہد سے کب یہہ ہو سکے میخوار کی شرح

صادق ہی شاہ خیر کہے سو طرح اگر
مقدور کب ہی کہ سکے سرشار کی شرح

ردیف — خا

کھینچ پردیکو بتادے ای گلِ گلزار رُخ
چق اُٹھا دیکھون ذرا آ ای میرے عیار رُخ

کب تلک بیٹھو گے چھپکر کیا یہہ ترسانا میان
مت ستا اب آ بتا ای حسن کے سردار رُخ

گرچہ عاصی ہون تیرا پہ تو نہ بخشش سے گذر
جو کہ دن گذرے سو گذرے اب بتا ای یار رُخ

خواہ تو کافر بناوے یا کہ رکھے اسلام مین
نا تو کچھ اب آرزو ہی جو کرون وہ جستجو

یا خرابات بنا پردے بتا سرشار رخ
بس ہوس تیرا ہی ہی اب دنے بتا طرار رخ

ردیف

خواہ مسجد مین بٹھا رکھے خواہ تبخانہ اوپر
خیر صادق کو دکھا تازہ میان میخوار رخ

دال

این و آن سے دور ہون پر ایک رکھتا ہون سند
ایک دل میرا تو کیا ہی ہر دل عالم مین سب
اول و آخر ہی وہ اور ظاہر و باطن وہی
غیریت کو مین اٹھا کر اس سے ہون اب دو بدو
ابروئے جانان پہ دیکھا مین نمایان کفر و دین

لوح دلپر نقش ہی وہ نقش اللہ احد
سایر و دایر ہی وہ جسکو کہ کہتے ہین صمد
پر نظر اسوقت آوے جب نفی ہووے جسد
خوش ہون اپنے مین کرے اب کون کسسے جد وکد
اب نہ کعبہ سے غرض نہ دیر سے ہی کچھ حسد

ردیف

اس گل عارض کے اوپر مین ہون عاشق زاہد و
صادق شہ خیر کو اب ہی برابر نیک و بد

ذال

زاہدان خشک کو ایمان لذیذ
جان نثار یار ہون مین سرگذشت
کوئی گرفتار حرم کوئی دیر ہی
کوئی پھنسا ہی جا وہ دام زلف مین
تیر مژگان سے ہوا ہون چور چور

عارف جانباز کو عرفان لذیذ
خود نمائی بوالہوس کو جان لذیذ
عاشق بت مین مجھے جانان لذیذ
ان بتون کی ہین مجھے چشمان لذیذ
اس دل زخمی کو وہ پیکان لذیذ

خیر صادق اب ہوا رسوا اوسے
ساقی اور پیالہ ہی اور دوکان لذیذ

عشق کہنا اور ہی اور عشق مین جانا ہی اور
نام لے عشق کا کوئی ہوا رسوا تو کیا
آوے جو دلمین کسو کے ہو کے عاشق دیکھلے

عشق مین تن من گنوا خون جگر کھانا ہی اور
پر نہ مجنون سے اٹھے لیلیٰ صفت ہونا ہی اور
خود یہ عاشق آپ ہو کر خود خودی کھونا ہی اور

سب کے دلمین تو محبّت ہی بقدرِ حوصلہ
آنکھوں سے پڑتے ہین اکثر ہجر مین آنسو ٹپک

خنجر الفت کے نیچے حلق کا دینا ہی اور
وصل کی آتش سے جلبل دلستی رونا ہی اور

قیدِ غفلت مین ہی زاہد مین ہوں صادق شاہ خیر
چادرِ اثبات "تا" نے بے فکر سونا ہی اور

مین عاشق ہوں دل سے ظہورِ صنم پر
کیا جب سے اقرار قَالُوْا بَلٰی کا
کسی مین نہین وہ ہی او ہمین یہہ سارے
جہان دیکھو موجود اوس کی تجلّی
وہ جیسا ہی اوّل سے آخر بھی ویسا

دیوانہ ہوں اسکے وجود و عدم پر
ہوا تب سے نازان مین نقد قدم پر
وہ قادر ہی اپنے تو جور و کرم پر
مقرّر نہین کچھہ یہہ دیر و حرم پر
ہی مختار افعال خود بیش و کم پر

شہ خیر صادق ہی جانان سے واصل
ہی ہشیار ہر آن اس دم قدم پر

جا تو میخانہ مین رہ تکیہ و طاعات نکر
تجھہ کو اسرارِ خرابات سے ہی بے خبری
ساکن خانۂ خمّار ہو مردانہ روش
جبکہ ہو مست نکل میکدہ سے آوے تو
گر تجھے درد ہی کر خاک نثاری ایدل

ننگ و ناموس کی ہر چند مقالات نکر
طعن نادانی بہ ہستان خرابات نکر
غیر رندون کے کسیکے تو عبث سات نکر
خلق کو غیر خرابات اشارات نکر
تکیہ و دلق مصلّی و عبادات نکر

حور و جنّت ہین حجاب ہین تجھے ایصادق خیر
گرچہ طاعت تو کیا بہر مکافات نکر

یار اپنے یار کو کر لے تو پیار
شوخ کا جلوہ اگر درکار ہی
پی سے کرنے چاہے گر سودائے عشق

وقت فرصت ہی یہی کچھہ کر لے کار
کر لے اوّل جان نثاری اختیار
مفت ہی ہارے مفت ہی اکر ایکبار

شوق کے پنجے سے سو سو مرتبہ
بلکہ سو جان وارنے کو پارہ پر

جیب جان اپنا تو کرلے تار تار
گرچہ ملتا ہی کہون کرلے ادھار

خیر ہی صادق تو ہو جا بے حجاب
رو برو ہو یار کے کر چشم چار

یارہ پرای یارہو جا جان نثار
آرسی کی چشم مین تو جان نہین
دلکو گر طاقت نہووے ضبط کی
چشم ساقی کی تو ہین امی ریز آج
ہر سر مو دام ہی صیاد کا

بلکہ تن بھی کر دے صدقہ وار وار
منہہ دکھا کرلے تو پیارے جان وار
جسطرح توچاہے دل سے اُٹھہ پکار
کرسکے تو جاکے کر دفعِ خمار
دو جہان کو میٹھہ کرتا ہی شکار

گر ہی صادق تو تو اسمین خیر ہی
سب سے تارک ہو تو کہہ لے بار بار

مبارک ہو عاشق کو آئی بہار
جو گم گشتہ مجھسے تھا پیار امیرا
جو الفت کا غنچہ تھا دلمین بندھا
چمن اور صبا کو نہین یہہ خبر
میرے دلکو آمست وحشی بنا

وصالِ صنم آشنائی بہار
اوسے لا مرے سے ملائی بہار
اوسے آپکا یک کھلائی بہار
جو لذّت مجھے آچکھائی بہار
ہیرا دین وایمان لٹائی بہار

ہین صادق شہِ خیر زاہد صفت
مجھے اب تو بادہ پلائی بہار

کار مین بیکار ہی بیکار مین ہی عین کار
ہی جمع مین تفرقہ اور تفرقہ مین ہی جمع
بو مین گل ہی گل مین بو ہی واہ رے صنعت گری

بے قراری با قراری بل قراری بیقرار
کل مین جزو اور جزو مین کل ہی کیا تماشا ہی ریار
گاہ بستہ گہ شگفتہ گہ خزان گاہے بہار

گہ وجوب و گاہ امکان گہ وجود و گاہ نور
ہوش مین بیہوش خود بیہوشی مین ہی ہوشیار

شیشے مین می می مین شیشہ جو پلایا پیو پیا
کیا نشہ ہی کیا نشہ ہی کیا نشہ ہی کیا خمار

گاہ صادق گاہ کاذب گاہ خیر و گاہ شر
کفر مین اسلام ہی اسلام مین ہی کفر دار

مخفی ازل مین جو ہی ابد مین وہ آشکار
خود بقرار خود مین بخود خود بخود قرار

خود بود سو نبود ہی نا بود عین بود
جو ایک ہی سو چار ہی وہ چار بیشمار

جو غیر ہی سو عین ہی جو عین ہی سو غیر
جو نار ہی سو نور ہی جو نور ہی سو نار

ہی دائرہ کی شکل نزول و عروج مین
نقطہ سو جائے تکیہ ہی ہو دل تو ہوشیار

یہہ بید الٹا بید ہی اس بید مین ہی بھید
اس بھید مین ہی دید اگر ہو سکے گذار

ناکوچ نا مقام ہی نا موت نا حیات
جائے سکوت ہی یہان صادق تو دم نہ مار

ردیف زے

درد مین مجھہ عشق کے مین آپ رہتا ہون گداز
آپ ہون عاشق مین اپنا آپ یار و دلنواز

گنج مخفی سے جو نکلا سو تو مین خود آپ ہون
گنج بھی خود آپ ہون مین مالک راز و نیاز

آپ مین ظاہر ہوا اور آپ مین ظاہر کیا
مین کیا اقرار مجھسے ہو نہین اپنا کارساز

آپ ہون بحر عمیق اور قطرۂ نیسان ہون مین
مین صدف مین دُر ہون ہر بازار مین بکتا ہون واز

ناتو مین محتاج ہون خود آپ مین مختار ہون
جو ارادہ ہو گیا اس سے نہین رہتا ہون باز

صادق شہ خیر ہون عشق نے کی رہبری
ہون تو بندہ آپ ہون اور آپ ہون بندہ نواز

جبتلک بیدار ہی دل تب تلک ہی چشم واز
چشم باب فیض ہی خود آپکو دیکھے ہی باز

جب شراب وصل مین واصل ہوا مستانہ وار
مذہب رندان مین پھر افغان و خیزان ہی نماز

ناخن مطرب سے گرچہ پردۂ ناموس بھی
نا پھٹا جسکا تو وہ پردہ بھی ہی مانند ساز

شیشۂ مخفی سے لے مے جب پیا بھر بھر کے جام
جب کیا اثبات ساقی کو بدل جا دیر مین

پھر ہوا مستِ الست وہ مالکِ رازو نیاز
آپ کو خود آپ دیکھا آپ اپنا دلنواز

ردیف

مست صادق خیر ہو جیسا کہ ہون ویسا ہی ہون
چاہو تو بندہ کہو مجھ کو کہ یا بندہ نواز

سین

وہ بتِ رعنا اگر گھر مین جو آیا تو بس
کون پڑے جھگڑے مین کسکو یہہ مقدور ہے
نا تو میرا ہی کوئی نا تو کسو کا ہون مین
سینے سے لگ کر میرے مجھ سے ہم آغوش ہو
بوسے کے بدلے اگر جان بھی جاوے تو دون

چہرۂ قبلہ نما گرچہ بتایا تو بس
جسکا ہُون خواہان بدل اسکو جو پایا تو بس
یار نے گر پیار کر مجھ کو بلایا تو بس
عشق کی کہہ داستان مجھکو سنایا تو بس
پر وہ میرے لب سے گر لب کو ملایا تو بس

ردیف

خیر ہون صادق بدل نور سے ہون آشنا
اسنے اگر دار پر اپنے چڑھایا تو بس

شین

بہتر ہے سخن وہ جو دلدار کی ہو خواہش
گر شب کو کہے دن ہے یا دنکو کہے شب تو
ابرو کا ہا خنجر گر قتل کو وہ آوے
راضی برضا اسکی ہو شاد یہی کہنا
پیالہ بھی اگر دیوے بھر وصل کے بادہ سے

دُھر کان اُسے سنا جو یار کی ہو خواہش
کہنا کہ صحیح وہ جو عیّار کی ہو خواہش
کر سر کو نذر کہہ جو خونخوار کی ہو خواہش
منظور نظر وہ جو طرار کی ہو خواہش
پی جانا یہی کہہ جو سرشار کی ہو خواہش

ہے خیر شہ صادق ہے یار کی یاری پر
کہتا ہے وہ ہر دم جو غمخوار کی ہو خواہش

جسنے کچھ پایا او سے دیکھو تو اکثر ہے خموش
جب ملا گم گشتہ پھر تو ہو گیا مستِ الست
گر کبھو چاہے کہے کچھ سوا اُسے فرصت کہان

کیا کہے گونگا جو دیکھا خواب گر ہو دلپہ جوش
اپنے ذوق و شوق مین ہے دمبدم وہ مزہ نوش
اپنے ھیرا پھیر مین رہتا ہے با جوش و خروش

ہوگیا کامل کبھو پھر آپ ناقص ہوگیا — گہ محاصر گہ محاسب گاہ بیہش گہ بہوش
دیر میں پوجا کیا گہ کعبہ میں سجدہ کیا — گہ جلالی گہ جمالی گاہ بد گہ عیب پوش

خیر ہو صادق بھلا پوچھو مجھے تو کیا کہوں
ہاں مگر یہہ جانتا ہوں میں کہ ہوں خانہ بدوش

ردیف صاد

عاشق جانباز کو مردانگی ہونا خصوص — دمبدم اس شمع کی پروانگی ہونا خصوص
محو ہو معشوق میں تنزیہ کو حاضر کرے — ای دلا تشبیہ سے انجانگی ہونا خصوص
عقل کا لٹھ ہاتھ لینا خنجر اثبات سے — راہ میں معشوق کے نادانگی ہونا خصوص
آ طریق عشق میں وہم و گمان ڈبوے اوٹھا — کامل انسان کو انسانگی ہونا خصوص
آئینہ ہی ذات میں اور ذات سے ہی آئینہ — آئینہ کی رمز کو عرفانگی ہونا خصوص

ساقی نے بادہ پلایا صادق شہ خیر کو
اب ہوں مستانہ میاں دیوانگی ہونا خصوص

ردیف صاد

مستونکے آگے بھلا کب ہی عبادات فرض — زہد نہ تقوی وہاں نا ہی ریاضات فرض
مست ہو میخوار ہو مستی میں سرشار ہو — پیکے ڈھلکتا رہے ہی وہ خرابات فرض
ناتو ہی زاہد سے کام نا تو عبادات سے — شیشہ جو ڈبوے بتا ہی وہ اشارات فرض
قول کی جو آخری فعل کی سو ابتدا — اب میاں خاموش ہو کب ہی ملاقات فرض
لا سے الا اللہ ہوا آگے تم اب دیکھ لو — کاملون سے پوچھ لو ہی میاں اثبات فرض

صادق شہ خیر سے کیا ہو بھلا پوچھتے
قطع منازل کرو ہی یہہ مقالات فرض

ردیف طے

کافر ہوں نا مسلم ہوں رکھتا ہوں میں زنارہ فقط
شہ رگ جسکو کہتے ہیں یاں وہ تو ہی اک تارہ فقط

شملہ ٹوپی رکھتا تھا مین جبہ اور دستار میان
رہن رکھا کر ساقی کے گھر اب تو ہون میخوار فقط
مجھ کو قبلہ روئے صنم ہی کعبہ اور محراب یہی
مسجد اور صلوٰۃ یہی بس کافی ہی دیدار فقط
دایم صایم رہتا ہون پر کھانا پینا ہی روزہ
بھوکھا پیاسا کون مرے یہان ہردم ہی افطار فقط
صادق خیر الدین ہون پیارے راہ مین اپنے جانان کی
ننگ گیا ناموس گئی اب مین تو ہون مسمار فقط

ردیف ظا

جوکہ ہی میخوار اسکو خانۂ خمار حظ
پی شراب ارغوانی جام مینائی سے اب
ہاتھہ مین پیالہ بغل مین شیشہ پُر ازمی بھی ہو
نوش کر بادہ ہوا جو مست و شیدائی اُسے
مرتبہ موسیٰ کا اُسکے روبرو تو گرد ہی

عالم رسوائی مین ہی کوچہ و بازار حظ
لب بلب معشوق و بوسہ مستی و سرشار حظ
روبرو محبوب کے ہی دیدۂ دیدار حظ
دیکھنا روئے مصفّا ساقی غمخوار حظ
راہ احمدؐ مین اٹھایا جوکہ ہو مسمار حظ

خیر ہی صادق بدل اب جان نثاری جام ہی
آشنائی نور کی ہی دن مین سو سو بار حظ

ردیف عین

سمع کو جو پایا سو پایا سمع
یہہ جانے کہ کس نے سنا یا سمع
کہان سے یہہ نکلا گیا پھر کہان
جو سمجھا تو پھر عین اثبات ہی
جو سمجھا سو دانا ہی اسکو مزہ

وگرنہ ضلالت دکھایا سمع
سنا کون یہہ کہنے گایا سمع
کسے کستے لے پھر ملا یا سمع
نہین تو نے کافر بنایا سمع
نہین تو او سے پھر جلایا سمع

شہ خیر صادق ہون یارو مجھے

ردیف	اوٹھا یا سمع پھر بٹھا یا سمع	غین

طور کو موسیٰؑ کے جاوے کون سکو ہی دماغ	ہر احد مین جلوہ گر ہی نور جون روغن چراغ
ہی حدیث نار کونی حق مین ابراہیمؑ کے	گرچہ تم بھی جل سکو ہی روبرو گلزار باغ
حسن یوسفؑ کو زلیخا دیکھہ مایل ہو گئی	تم بھی گر سمجھو تو ہی اس حسن کا ہر دلپہ داغ
طی کئے سارے منازل جب ہو قضات سا	قم باذنی تب کہو غیرونسے پا کر انفراغ
کاملون کی راہ ہی یہہ آؤ تو مسمار ہو	دخل کیا زاہد کو ہی اس راہ کا پاوے سراغ

یار ہی میرا بغل مین ہون مین صادق شاہ خبر
اس گل وحدت سے ہی سینہ مرا اب باغ باغ

ردیف		فا

آ کھڑے ہین گھیر کے شیشے کو رندان صف بصف	مست ہے میخوار ہی افتان وخیزان صف بصف
آشنائی مین محو ہی کوئی پڑا ہی شکر مین	کوئی ہی ہشیار کوئی سرشار مستان صف بصف
رہن رکھہ دستار جبہ کوئی پیا شوق شراب	آرزو مین می کی ہین با آہ غلطان صف بصف
نعرہ زن ہی کوئی اور ہی بستہ لب کوئی دید پر	نالہ وزاری بیک سو شاد وخندان صف بصف
کوئی کیا انکار سجدہ کوئی کہا قالوا بلیٰ	پیچ مین ہی یار کے جون مار پیچان صف بصف

خیر ہی صادق نشہ پی مست ہی میخوار ہی
کوئی تو معذور ہی با عجز والحان صف بصف

وہ الف سو یہہ الف ہی جو الف ہی سو الف	پانچ الف ہی ایک الف ہی کون کہتا دو الف
چار الف ظاہر ہین ہی غایب مین ہی اور اک الف	غوطہ زن جب آنکھہ ہو ہاتھہ آوے دو الف
اس الف کو سمجھے وہ نقطے سے جو ہو آشنا	اسم اعظم بھی معطل ہی نہو گر دو الف
باطنی کے سات ہی اس اسم کے اسم حسین	شرط ہی اسکو سمجھنا ہی چھپا پا گو الف
علم منطق اور جمل تخسیب اور تکسیر ہو	ایسے علمون سے خبر جسکو ہو سمجھے سو الف

کون پایا جسطرح ہی صادق شاہ حسین

قاف	وہ اسے پاوے جو راہ عشق مین کوئی ہو الف	ردیف

عشق تو کہتے ہین سب پر سخت ہی مسلہ دقیق
شرط ہی اسکو سمجھنا ہی یہہ دریاے عمیق

طالب معنی ہو غوطہ مارنا تو فرض ہی
حاصل مطلب ہو جب اس بحر مین ہووے غریق

تخت گر چاہے تو دے تاراج چاہے یہہ کرے
دشمن جانی ہی یہہ اور ہی تو یہہ یار شفیق

نام ہی اس عشق کا تو سرگروہ عاشقان
رشتہ الفت کو چھوڑے آپ اور آپہی حریق

بیٹھتے اوٹھتے بغل مین دمبدم موجود ہی
واہ غیر از عشق کے ہونے کہان ایسے رفیق

کاف	ہین تو خیر الدین عاشق صادق ساقی بدل ہون خراباتی بظاہر بطن ہین اہل طریق	ردیف

ہین اب اپنا عاشق ہوا ہون جی بیشک
ہین درسن تو اپنا کیا ہون جی بیشک

چھپایا ہون اپنے کو اپنے ہین آپی
یہہ وحدت کا برقع لیا ہون جی بیشک

ہین آپی ہون بھٹی ہین آپی کلالی
میرے می چلا ہین پیا ہون جی بیشک

یہہ ہین ہون کہ ہر شی کا باطن وظاہر
مجھے رتبہ یہہ ہین دیا ہون جی بیشک

ہین جوگی جمع کر یہہ ٹکڑے جہان کے
یہہ رنگین کڑتا سیا ہون جی بیشک

گاف	ہین صادق شہ خیر اپنا ہی عاشق رہا سے تو ہین بیر یا ہون جی بیشک	ردیف

یار و سہاگن ہی وہ کچھ بھی جسے ہووے لاگ
یار بغل مین ملے ہووے مبارک سہاگ

شرط اسے یون ہی وہ جانے کہ ہوتی ہی کیا
کیا تھا بھلا کو وہ طور کسکی لگی تھی وہ آگ

کون وہ مجنون ہوا اسکی تھی دیوانگی
اسکو وہ پاوے جو کوئی نیند کھو بیٹھے گا جاگ

کون ہی صانع بھلا آب اور آتش ہی کیا
باد ہی اور خاک کیا چار وہ نین ہی کسکی لاگ

بزم سمع کیا ہی یہہ کسکی یہہ آواز ہی
کون یہہ دیدکے تال گاتا ہی میٹھا بہاگ

عشق اور عاشق کو جو پایا اسے رنگ ہی
پھر تو میان خیر ہی کھیلے صادق پھاگ

یہہ دیکھا

ولہ

دیکھا جو اپنے کو آپ آپ ہوں اپنے مین دنگ
کون ہوں سمجھا تھا کیا کیا ہی یہہ ناموس و ننگ

کہتا تھا جسکو نفی اب وہی اثبات ہی
ہو گیا خاموش لب دل کی طرف دیکھکے
بات تو ہی ایک ہی ڈھونڈھے اگر سو برس
جسنے کہ سمجھا یہاں اسکا یہہ راز نہاں

رمز یہہ باریک ہی حوصلہ اسمین ہی تنگ
دلتو نمفا بار تھا آپکی صلح آپکی جنگ
پر جو ہو ثابت قدم تو ہی مزہ ورنہ سنگ
اسپہ ہوا وہ عیاں شکل جو ہی رنگ برنگ

صادق شہ خیر بھی دیکھتے ہی آئینہ
ہو گیا تصویر سان لب نہ دہان بد زنگ

ردیف لام

عاشقو ہشیار ہو معشوق سے پاؤگے زل
قاتل خندہ دہن ہی بلبل شیرین سخن
ہی تو ظالم وش مگر جادو بھی اسکو یاد ہی
ہی ستمگر وہ مگر دل کا سخی ہی یونکہ واہ
ہی تو وہ طرار اوّل پھر نشہ مین چور ہی

خنجر مژگان علم کر آ کھڑا ہی سر پہ تل
چھپے پر جسکے عاشق ہو گئے بستان و گل
جیسے مایل ہو گئے اسیر تمامی جزو کل
جو کہ چاہو بخشدے ہرگز نہین وخل بخل
سب خدائی ہی ادھر جس رخ نگہ کر پائی ڈھل

ہین ہوں صادق پاک طینت خیر سے تخمیر ہوں
قطرۂ ابر کرم سے پارہ کے رہتا ہوں گھل

ہی نثار اس یار کی جلوہ گری پر جان و مال
دور رکھنا ہی غلط نزدیک بھی ممکن نہین
گرچہ یہہ سمجھا کہ کیا ہی اقرب وحبل الورید
راز یہہ ایسا نہین کہ لے سمجھ کوئی یکبیک
آئے ہو اس راہ مین تو خوب سامسا رہو

کج نگہ جبکی جلال اور راست دیکھا تو جمال
لیک بینا بین مین ہی دیکھنا کسب کمال
ورنہین خاموش رہا بس اٹھا یہہ قیل و قال
اسجگہہ پر جلتے ہین جبرئیل کے تو پر و بال
ورنہین لینا ہی اپنی جان پر ناحق وبال

جو کہ صادق خبر ہے اسکو برابر کفر و دین
دو بدو رہنا صنم کے ہے اُسے یہہ نیکفال

عجب ہے سخت راہِ عشق مشکل
بغیر از یار کے جا کس سے پوچھون
اگر سو سال تک زاہد رہے گا
وہ کون آیا نکل خورشیدِ تابان
محب تو یا پخ سے اور سات سے ہو

نہ اس وادی مین پیدا راہ و منزل
کہان ہے جان کھوئی کیا ہوا دل
نہ دید روئے زیبا ہوگی حاصل
اوٹھا رخ سے غبارہ برقعِ گل
شتابی تین چھوڑا ور چوتھے سے مل

ہوا اٹھ کر ہمسفر ای صادقِ خیر
نہین ہے کوئی شی یہان تیرے حایل

ایک مضغہ کا ہی سارا کھیل گر باندھو خیال
گر کبھو آگے بڑھو تو وہان مقام رُوح ہے
سر کا ہی یہہ چار وان منزل وہان کچھ بھید ہی
غوطہ زن ہوا سجگہہ ہے ابتو دریائے خفی
آگے اب کچھ بھی نہین جو لا سوا اللّٰہ ہی

دل ہی کیا ہی آئینہ ہی قلب سے جسکا وصال
پر ذرہ بڑھ تو میان کرتے عبث ہو قیل و قال
پھر تو آگے نور ہی کہنے جسے ہین بیمثال
امتیازی یان تلک کہ اک جلال اور اک جمال
ہان مگر جانا ہی ارہ سے کو و کر جانا محال

صادقا حفظ مراتب پر نظر رکھہ خیر ہے
ہر ذرا چکّی بھی پیسے ورنہ ہو سو کیا مجال

ردیف میم

مین خراباتی ہوا پیتے ہی یار و ایک جام
ہو جہان جائے خرابہ مین پڑھون او سجا نماز
شرف زنار اور تسبیح دو نون اب اک ہو چکا
کر چکا اثبات ساقی اب اُٹھا کر غیرت آہ
ساقیِ صادق کو بھی اب یہہ نصیحت خیر سے

کچھ خبر مجھہ کو نہین ہی کیا حلال اور کیا حرام
نا تو اسکو ہی رکوع اور نا سجود اور نا قیام
چاہون خواجہ ہو رہون اب یا کہ ہو جاؤن غلام
ہو چکا کافر حقیقی اب کہونگا رام رام
عبد اور معبود کے بھی فرق مین ہی ایک گام

بہہ دل بدل ہی دل دلِ دلدار کی قسم
دیدہ بدیدہ دیدہ ہی دیدار کی قسم

دل لیتا ہی سو دیتا ہی جو دیتا ہی وہ لے
یہہ سودا مفت کا ہی تو لے یار کی قسم

ای شوخ ذوق شوق مین آلوٹ لے بہار
دوکان حسن وا ہی مکّار کی قسم

شیشے سے لے شراب پیالہ سے بھر پیون
مستو یہہ روز عید ہی میخوار کی قسم

می نوش گر ہو ہوش سے بیہوش پھر ہا ہوش
یہہ ہوش جوش ہوش ہی ہشیار کی قسم

صادق ہون خیر رند خرابات می پرست
ہستی مین مستی مست ہی سرشار کی قسم

مستون کی مستی میان ہی تو بہر دم قدم
غم سے وُہ آزاد ہی عاشق روئے صنم

جبکہ ہوا مست وہ دم تو یہہ بھرتا کھڑا
مستون کے حق مین میان کوئی ہی ساقی سا کم

جبکہ پیالہ لیا ہاتھ مین می پی چکا
اننو یہہ سمجھا کہ ہی شیشہ مین دیر و حرم

شوق مین جب آچکا ذوق ہو لذّت لیا
پھر تو برابر اوسے ہی یہہ وجود و عدم

دیکھا صراحی کو جب کرکے نگہ غور سے
ہی یہہ تبسّم کنان پھر ہی کبھو چشم نم

خیر ہی صادق تو ہی عاشق ساقی بدل
جو کہ پُر از می ہی یہہ جام ہی وہ جام جم

ردیف نون

باادا عشوہ طرف سے یار کے آتا ہُون مین
جون نگاہ مستِ چشم یار کے آتا ہون مین

صید دل کرتا ہون جبکہ جوش مستی سے تو پھر
جون صبا ہو کوچۂ دلدار کے آتا ہون مین

جلوۂ معشوق سے ہی چشم شوق احول میرا
بانظارہ بر سرِ تکرار کے آتا ہون مین

صاف دل ایسا ہون کہ تحریر لب جون آئینہ
باخموشی بر سر گفتار کے آتا ہون مین

عاشقون کو دمبدم تو تجھسے ہی تازہ حیات
بوئے جان ہون پاس سے دلدار کے آتا ہون مین

کشورِ افلاک جولان گاہ ہی صادق ہون مین
عشق کا ہون بو تہِ دیوار کے آتا ہون مین

یار جانی ہی بغل مین نام جسکا من ہرن
کیا کسو سے کام اپنو لاگی ہی اس سے لگن

جبتلک دیکھا نتھا تھا دلمین میرے وسوسہ
دور ہون خطرے سبے اب حاضر ہی میرا گلبدن

کوئی شی مین وہ نہین پر اس سے ہی سب کا بنانا
ہی تو وہ بیمثل لیکن اس سے ہی روشن چمن

ہی تو وہ نقاش بھی اور مظہر بت آپ ہی
لے لیا تسبیح وے زنار کیا ہی برہمن

خوب ایسا ہی کہ جسسے صورتین لاکھون بنی
دیر ہی کعبہ ہی حق ہی بت ہی خود اور بت شکن

شاہ خیر الدین صادق کی تو یہہ اثبات ہی
جستجو گر یون کرے کوئی آ ملے اسکو سجن

بوئے زلف مشام مین آنے لگی
بیٹھا کاہیکو ہو دل شیدا روان

چلی باد بہاری بھی ہائے جنون
مثل گل کے دوان ہو بصحرا روان

جبکہ حبل الورید سے آشنا ہو
جائے بوئے بہار وہ یعقوب جان

ملی خلعت یوسفی آگے اُسے
آئے دید کو دینے نہان ورو ان

ویسے جادو نگہ کی طرف بھی اگر
کسو حال بنے گرچہ طور سفر

جان و دانش و عقل سے اپنی گذر
حال مستی مین آگے ہو شیدا روان

ہووے اپنا بگانہ جو کوئی اگر
کسی طور سے اُسنے تو دہی گذر

اپنے بار خودی کو تو رکھدے یہان
نکل اپنی خودی سے ہو تنہا روان

جب خودی سے نکل گئے تو تنہا ہوا
تب تو لا سے جا اللہ کو دیکھے گا کچھ

گرچہ چاہے کہ دیکھے تو روئے صنم
تو ہوا پنے سے بے دست و پا تو روان

چونکہ تنگ ہی دریا مین کشتی تری
نہ تو اسکو ہی فا یہی کچھ بھی ذری

ہی تو صادق خیر کو عزم بڑا
سوئے جانان نگروہ جو ہووے روان

عشقبازی ہی کٹھن یارو نہین ہی آسان
سود مقصود اسمین ہی اور اسمین نقصان

مثل پروانہ کوئی عشق میں آ جلجاوے
گر کوئی کامل عشاق سے یہہ پوچھے ہی
دیر میں کیا ہے نہیں اور کعبہ میں کیا ہی یارو
خم و خمار وہی جام و صراحی ہی وہی

میں اُسی سے یہہ کہوں کیونکہ نہوای واہ میاں
کفر و اسلام کو کہتے ہیں ہی دونوں یکسان
مظہر عشق جہاں پوچھو ہی موجود وہاں
ساقیا رند جہاں واہ رے وا پیر مغاں

میں جو تھا عاشق صادق سو ہوا خیر الدین
مجھہ کو ہی روئے صنم قبلۂ دین و ایمان

یہہ اپنے ہی نور و نمین انوار میں ہوں
دکھائی دیا رو جو آئینہ بیچ آ
جو دیکھا نگہ کر کے سدّی کو اپنے
جو جانا سو جانا نہ جانا سو دیکھے
چھپا کر کسو سے نو بولا بھی بولا

شراب توصّل سے سرشار میں ہوں
تو سمجھا کہ اپنا یقین یار میں ہوں
تو اپنا ہی آگاہ اسرار میں ہوں
کہ اپنے فنون خوب عیار میں ہوں
نہیں اپنے دل کا تو مختار میں ہوں

جو چاہو سنو صادقِ خیر سے آ
تباؤنگا سب ایک طرّار میں ہوں

نادانو مجھے دیکھو دانائے جہاں میں ہوں
لکھنے میں تصاویر میں ایک مصوّر ہوں
ارواحیں ملایک کی ہیں پانچ عناصر یہہ
کر غور ذرہ دیکھو میری یہہ تجلّی کو
ایسا نہیں ہو نہیں کہ بیٹھا کہیں چھپ کر

ہر جا و ہر اک شئی میں بیوہم و گمان میں ہوں
گرچہ ہیں نہیں لاکھوں پر شاہ بتاں میں ہوں
اعضا ہی جہاں میرا اور جان جہاں میں ہوں
پوشیدہ نہیں ہیں تو شہ رگ میں عیاں میں ہوں
جس شئی میں جہاں دیکھو موجود وہاں میں ہوں

ہی خیر میں صادق ہوں کہتا ہوں یہی دل سے
گر ہوں تو گدا میں ہوں اور شاہِ زماں میں ہوں

مجھے دیکھو کیا خوش میں ناز و ادا ہوں
بجا ہی جو کرتا ہوں میں بھی بجا ہوں

مین نازان ہون اپنے ہی نازونکے اوپر
نظاہر کھڑا ہون ندیکھا سو دیکھے
رہا ہون الجھ مین تو اپنے ہی دل سے
اگر مانگون کچھہ تو میرے حسن مین سے

جفا گر نہین مین تو اہل وفا ہون
لبسا خوشنما ہون عجب بے بہا ہون
مین اپنے ہی عشقون کا عقدہ کشا ہون
یہہ میرے ہی در کا مین آپہی گدا ہون

شہ خیر صادق بنا ہون ولاور
مین اپنے ہی اوپر تو آپہی فدا ہون

دُرد کشان ہو میخانہ سے یار کے ای یار آیا ہون
روشنی سے اوس شیخ جی کی اب آج بدیدار آیا ہون
آج عدم کی خلوت سے می پیالہ پیو کے ہاتھون سے
نوش کئے مستی مین کرنے سیر بازار آیا ہون
جب دم ہوگی زلف نمایان ساقی کی زنار نمط
باندھہ کمر ہر تارون سے ہو شاد بزنار آیا ہون
زلف سیہ نے پیارے کی جب حلقہ مجھہ کو آن کیا
تب تو مین اس حلقہ مین ہو آج گرفتار آیا ہون
کام بغیر از عشق نہین مین رکھتا ہون ناکرتا ہون
عشق بھی مجھہ کو لایا ہے مین عشق مین سرشار آیا ہون
صادق ہون شہ خیر مجھے ہی پیپل خاطر احمدؐ کی
گذریمین ڈبائی دن ہو غافل ہشیار آیا ہون

لیا ساقی ایمان مستان مین ہون
کلالی نے لے دین کافر بنایا
ہون مخمور دنرات دیر مغان مین

صراحی کے قربان مستان مین ہون
نہین اب مسلمان مستان مین ہون
بہر آن غلطان مستان من ہون

جو مستی مین آیا ہوا کشتہ دل وہ
جو سمجھا ہی مستی مین می اور شیشہ

یہہ معنیِ قرآن مستان مین ہون
وہ دفتر ہی عرفان مستان مین ہون

مین صادق شہ خیر اپنے ہی دل کا
ہر دم نگہبان مستان مین ہون

جو دل ہی مرے پاس وہ دل نہین ہی مگر ایک نادان ہی میری بغل مین
مرے اشک خونی سے تر آستین ہی یہہ چشمان طوفان ہی میری بغل مین
لے نامہ کو ہاتھون مین روز قیامت کے دن سارے ہووینگے محشر مین حاضر
کھڑا ہونگا جا مین بھی خم ٹھونک سمین کہ تصویر جانان ہی میری بغل مین
مژہ سے چلے گرچہ باد صبا بھی اور آجاوے پھر جو کبھو وہ چمن مین
اگر غنچہ گل ہو کہ گل ہووے غنچہ تو بو اسکی پنہان ہی میری بغل مین
گلی سے اگر اُسکی قاصد بھی گذرے جو سر کو بھی وارے وہ اسکے قدم پہ
تو اشکون کے گرنے مین مانند طفلان کہون گا کہ اس آن ہی میری بغل مین
مین نازان ہون غمزون کے تیرو نسے اُسکے نہین ہی یہہ آزار لذت کا مجھکو
جراحت کہان ہی جو مرہم کرے کوئی مگر نوک پیکان ہی میری بغل مین
بھلا خیر صادق یہہ بازار محشر مین کیونکر کہ سودا یہہ تیرا بنے گا
کہ اوسکے تو ہاتھون مین ہی نقد جان بخش مگر جنس عصیان ہی میری بغل مین

ولہ

شیشہ پر از می میرے کنے ہی پیتا ہون اور پلاتا ہون
ساقی سے ملکے می کے نشے مین ملتا ہون اور ملاتا ہون
بادہ پیا ہون جوش ہی دلبر ہوتا تھا جو مجھسے ہوا اب

مے کی خماری لہر ہن ہین لیتے ڈھلتا ہون اور ڈھلاتا ہون
مستون سے ملنا مستون مین رہنا مستی نے مست بنایا ہے
مستون کی جو ہے راہ بین اسمین چلتا ہون اور چلاتا ہون
مستی ہے مے کی چڑھا ہی تلخی خوبان شب کی لیکے یہان سے وہان تک
آتش بشوق ہے شعلہ زن اسمین جلتا ہون اور جلاتا ہون
پیالہ پیا ہون رسوا بنا ہون دیر مغان مین مست پڑا ہون
کنج خفی کے گنج سے موتی رولتا ہون اور رُولاتا ہون
صادق اسمین خیر ہے مجھ کو ساقی بخشے جو بادہ پلایا
آب حیات وہ پیالہ تھا جسے پیتا ہون اور پلاتا ہون

ایضاً

کیا دل کہون دلبر کہون یا جان کہون یا کیا کہون
یا من کہون موہن کہون جانان کہون یا کیا کہون
کیا تین ہے کیا پانچ و چھ کیا سات نو بارہ ہے کیا
معروف یا عارف کہون عرفان کہون یا کیا کہون
کیا عرش ہے کیا فرش ہے یا شخص ہے یا عکس ہے
دوزخ کہون جنّت کہون رضوان کہون یا کیا کہون
یا ہے مریضِ عشق تو یا ہے حکیم دردمند
داوی کہون یا درد یا درمان کہون یا کیا کہون
یا دیر یا کعبہ کہون کافر کہون مسلم کہون
حیرت مین ہون کیا کفر یا ایمان کہون یا کیا کہون

صادق کہون یا خیر یا کاذب کہون یا شر کہون
دانا کہون یا نا کہون ناداں کہون یا کیا کہون

ہی تمھارا نام ہو ہر جا کلیم ای مہربان
تم ہی نہین تنہا تمھارے ساتھ ہین اور بھی رفیق
سب مین تم طرار ہو اور ایک تم عیّار ہو
راست کو کرتے غلط اور جھوٹھ کو کرتے ہو راست
ساحر عالم ہو تم اور ہو تو تم جادو مقام

آپ تم ہو میزبان اور آپ تم ہو میہمان
ایک سے بہتر ہی ایک اور ایک پر ہی حکم ران
یاد ہی تمکو تمام یہہ نیک و بد کی داستان
کہکے جاتے ہو بدل یہہ طور ہی تمپر عیان
بات مین لیتے ہو سبکا کر تبسّم خانمان

تم جسے لوٹو ناکر وہ یا کہین ہو لوٹ پوٹ
خیر صادق نے تمھین پایا ہی تم تم مین نہان

میخانہ ہی یہہ خانہ میرا خانقاہ ہی نہین
شب ہجر مین یہہ جانتے ہی عاشق کے حرم مین
آجا تیرا فراق بھی مجھہ کو جلا چکا
مین تو فراق یار مین غواص سے یہہ سیکھا
غوّاص دل ہی معنی دریا مین غوطہ زن

اس گھر مین غیر مستو نکے اور و نکو راہ نہین
غیر از فغان آہ سحر عذر خواہ نہین
جز آرزوئے وصل میان کچھہ گناہ نہین
کیون جو وصال یار کبھو ہی وہ گاہ ہی نہین
غیر از صدف کے دُر کو کسی کی پناہ نہین

صادق بچشم خیر حقیقت کو کر نظر
ہی تو جو کچھہ ہی یار یہان آشنا نہین

سکھی رے مین پیتم کو کیونکر مناؤن
چھپا کر صنم مجھہ کو ایسا ہی دیکھے
مناؤن پیا کو مین کس طرح اب
پیو پیو کہہ سر کے بالون کو اپنے
پھرون مین نڈر ہو گلے ڈال گھنٹا

یہہ آتا ہی جی مین کہ جوگن کہاؤن
تو لاؤ بھبوت اپنے منہہ پر لگاؤن
یہہ دردِ جگر جان مین کسکو سناؤن
اُداسن کہاؤن جٹا مین بناؤن
جہان بیٹھون دل کی مین دھونی جگاؤن

نہین کام کچھہ خبر صادق کو اُس بن
کہ لے نام الگ دل کو اپنے رجھاؤن

ہمراہ مین تیرے تو ارے یار کھڑے ہین
ہو رسوائے عالم رے میان عشق مین تیرے
گر بولے نہ بولے تو میان چاہے بچا ہے
حاضر ہون میان کرنا جا جو جو کہ تو چاہے
تجھہ حسن کا شیدا ہون جنون آ مجھے گھیرا

موسیٰ کی طرح طالب دیدار کھڑے ہین
کوچے مین نہین بر سر بازار کھڑے ہین
اک جم تو کیا جان سے ایثار کھڑے ہین
تجھہ نازو کرشمے کے خریدار کھڑے ہین
لیلی کے لیئے مجنون صفت زار کھڑے ہین

جس دید مین دیدا ہے اُس دید کا یا رو
اب ہم بھی تو صادق ہو خریدار کھڑے ہین

میرے قتل پر ہے یہہ تیار سامان
نگاہ صنم جو نکہ خنجر ہے تس پر
جو قاتل ہوا اب ہون ہتیار ایسے
دیا داد عیار قاتل نے اب تو
مین جسکا تھا او سنے ہی چاہا کیا سو

کمان ابروبا ہم بہم تیر مژگان
سیاہی کے جوہر ہین اسمین نمایان
لو دیتا ہون سر بھی یہہ ہا عید قربان
کرو شادی ہے آج قتل غریبان
مجھے عذر کیا اب فدا ہے دل و جان

مین صادق سے خیر مانند ذرّہ
جگر پر ہے نقشِ رخ ماہ تابان

دفترِ عرفان تیرے اک حرف کا ہے سب بیان
ذرہ اک ایسا نہین جو منقلب ہو وقت ہو
خلق نا کرتا اگر قوس و عطارد کو میان
جو شمع کی گرمی ہے فانوس مین سو اسطرح
وقت بہتر وہ جو ہو جسوقت تیری بندگی

ہے دلیل نطق تیری یہہ کہ ناطق ہے زبان
شیشۂ ساعت ہے تیرے ہاتھہ مین یون دو جہان
کون دیتا لا قضا کو قدر کی تیر و کمان
ہے تیرا انوار ظاہر گاہ پیدا گہ نہان
سال و ماہ و روز و ہفتہ سب مین سمجھو ایکسان

وہ نہین سالک نگہ مین جسکی ہو لطف و غضب
خیر ہی صادق رہے خوف و رجا مین بیگمان

زاہد و کرتا ہو تمین تمسے عبادت کا بیان
ہی اذان تال اور پکھاوج اور اقامت صور ہے
نغمۂ ساز ترنم سورۂ الحمد ہی
تم کو کیا ہی دخل ای زاہد نماز عشق مین
گر نفی اثبات سے کوئی آشنا ہو خوب سا

السّماعُ کا الصّلوٰۃ یہہ ہی نماز عاشقان
ہی خراباتی کی نیت سمجھے یہہ کہ کیا ہی تان
سجدہ ہر ہر خم مین ہی مستونکو درد ایمان
وہ پڑھے جو عشق مین دیوے لٹا کر خانمان
تب کرے ذکر سبحان ربی الاعلی ہر زبان

مین ہون خیرالدین صادق شوق مین بھرپور ہا
کام پر معمور اپنے ہون سو زاہد و ستان

لا صلوٰۃ الا بحضور القلب ہی سب پر عیان
قول دو یم ہی سو سمجھے کب ہین اسکو فاسقان
پر نماز یہہ اسطرح ہی خوب سا ہو چشم تر
پر قیامت ہی کہ آنسو بھی بہے قطرہ بھی ہو
جب ہوا ایسا تو نماز عشق ہو اسکی صحیح

قول پیغمبر ہی اسسے مت پھرو ای زاہدان
السّماعُ کا الصّلوٰۃ یہہ ہی نماز عاشقان
وصل ہووے بانشان سے منفصل ہووے نشان
یا کہ قطرے مین رہے یا دے اٹھا وہم و گمان
پھر ممیز ہووے باقی گذرے وہم اپنے و آن

خیر صادق کی عبادت ہی تو افضل ہی سماع
جا ہو و بولو برا اسمین دیکھا ہون خانمان

تو کہون تو تو نہین اور مین کہون تو مین کہان
دید سے با دید ہی بے دید سے نا دید ہی
ہر احد ہی جلوہ گر اس سے مگر وہ لاشریک
آپ اپنے عشق مین ہر آن ہی باشان ہی
ہر احد نابود ہی اُس بود سے موجود ہی

نا تو تو مین تو نہ مین پر ہی عجب عقدہ یہان
ہی جہان اوسکا وجود اور وہ تو ہے جان جہان
بے نشان ہین بانشان ہی بانشان ہین بے نشان
آپ ہی عقدہ کشا اپنا جہان دیکھو تہان
بود ہی نابود ہی خود ہی نہان اور خود عیان

خبر صادق سے جو پوچھو تو کرو کچھہ جستجو
جان نثاری شرط ہی اور دوا ٹھا وہم وگمان

ین اُٹھائے ہوئے اس تنکو لئے پھرتا ہون
باغبان مین ہون کہ میرا ہی ہی گلزار وچمن
رنگ وبو اپنا بیان کرنے کو اظہار میان
چاہون راجہ کو اگر رانی مین دیکھون پیارے
جون پھپولا سا ہتیلی کا سنبھالے بلبل

بت ہو ئین میرے برہمن کو لئے پھرتا ہون
عشق مین اپنے یہہ گلشن کو لئے پھرتا ہون
شکل گلزار وچمن منکو لئے پھرتا ہون
کیا چھپا راز ہی روشن کو لئے پھرتا ہون
دل تو کیا ہی میرے موہن کو لئے پھرتا ہون

میرا منہہ مجھہ کو نظر آیا ہی ہردم یارو
صادقِ خبر ہون درپن کو لئے پھرتا ہون

اب تو یہہ ہی آرزو ہووے ہوائے چمن
نکہت گل سے مجھے کیا ہی غرض الصبا
شیشہ پر ازمی بھی ہو اور سب اسباب ہو
توبہ کیا مے سے اب پہنچا آ فصلِ بہار
بوئے پری نازنین گلبدنِ سرخ فام

روبرو چشمون کے ہو جلوۂ سرو سمن
مرتبہ تُلث مین ہووے بوئے پیرہن
زیر بغل مین میرے ہووے میرا گلبدن
ساقیا ہی آرزو اب کرون توبہ شکن
نہ نگ مین ہو شور بور جو نکہ عقیقِ یمن

کس سے تو توبہ کیا صادقِ شہ خبر بول
کون تیرا من ہرن کس سے لگائی لگن

یہہ اپنے ہی نور وئین پر نور مین ہون
کبھو راست دیکھون کبھو کج نگہ سے
خوشی مین کسو سے جو بولا بھی بولا
اگر چاہون پل مین تو کچھہ سے کرون کچھہ
مین گذرا ہون جان سے اسے آہ کیا ہی

میرے حسن پر آپ مغرور مین ہون
میری چشم مستونکا مخمور مین ہون
نہین اپنے دل سے تو مسرور مین ہون
میری خوش ادائی سے مشہور مین ہون
نہ شبلی ہو ئین نا تو منصور مین ہون

جو پوچھو کوئی صادق خبر سے پھر
اگر ہون تو مقبول و منظور ہین ہون

خدا کو خدائی ہین ہم دیکھتے ہین
خدا کو خدا ہین صنم دیکھتے ہین

بغیر از تجلّی کے اُسکے نہین شی
ہمہ شی اُسیمین عدم دیکھتے ہین

جسے چشم ہووے سو دیکھے مگر ہم
بہر آن روئے صنم دیکھتے ہین

پئے قتل عشاق شمشیر دودم
دو ابرو کو اُسکی عَلم دیکھتے ہین

کسے ہی غرض جاوے دیر و حرم ہین
بہر سو اُسے و مبدم دیکھتے ہین

کہے کوئی عارف تو کیا اُسکو بولون
شہِ خیر صادق سا کم دیکھتے ہین

رنگ ہین ہی رنگ نہان ہین ہون فقط دیدبان
یعنے بہم جسم جان ہین ہون فقط دیدبان

ایک سے ہی لاکھ شان ہی سب بے نشان
جو ہی نہان سو عیان ہین ہون فقط دیدبان

دانا یہان دانا وہان نادان کو ہی رہ کہان
جو ہی یہان سو وہان ہین ہون فقط دیدبان

دیکھو جہان ہی تہان آپ شہِ دو جہان
ساتھ لئے کاروان ہین ہون فقط دیدبان

کلمہ کی کل جون کمان قاب و قوسین جان
لا سو وہی لامکان ہین ہون فقط دیدبان

ہی یہہ عجب داستان کھول نہ صادق زبان
خبر ہی خاموش ہان ہین ہون فقط دیدبان

ردیف واو

تو تو کرتا ہی نئی بات دغل رے چل چھو
تو ہی نقال نکر نقل اصل رے چل چھو

ہی تو دوئی ہین پڑا گاہ اودھر گاہ اِدھر
تجھکو اس راہ ہین کیا کام نکل رے چل چھو

تو تو کہتا ہی غلط تو ہی غلط محض غلط
اُٹھ نکل کیا ہی میان دخل و فصل رے چل چھو

جو تو کرتا ہی میان دلمین سمجھ خوب نہین
آخر اس راہ ہین پاویگا خلل رے چل چھو

مین تو خواہان ہون تیرے حسن کا یہہ کہتا ہون
یہہ تو بیشک ہی تیرے حق مین ذلیل رے چل چھو

مین تو صادق ہون شہ خیبر بدل مردانہ
سب سے آزاد ہون مردانہ اٹل رے چل چھو

جو ساقی ہی میخوار وہی تو دور نہو تو دور نہو
جو بیخود ہی ہشیار وہی تو دور نہو تو دور نہو
جو دانہ ہی سو دام وہی ہی عاشق اور معشوق وہی
ہی یار وہی اغیار وہی تو دور نہو تو دور نہ ہو
ہی حال وہی اور قال وہی اور خندان اور بیحال وہی
ہی دال وہی دلدار وہی تو دور نہ ہو تو دور نہ ہو
ہی جنّت اور رضوان وہی ہی مالک بھی وہ دوزخ کا
ہی نور وہی اور نار وہی تو دور نہو تو دور نہ ہو
ہی تیر وہی اور میر وہی یہہ کرتا سب تدبیر وہی
ہی یار وہی اغیار وہی تو دور نہ ہو تو دور نہ ہو
ہی خیر وہی اور شر بھی وہی ہی صادق وہ اور کاذب بھی
مہتاب وہی ہی شب تار وہی تو دور نہو تو دور نہ ہو

دانا تو نادان ہو جانکے انجان ہو
درد کا دیوان ہو صاحب عرفان ہو
بادہ پی مستان ہو دیہہ مین غلطان ہو
طالب مستان ہو غائب حسنان ہو
بیچ مین بیجان ہو سا تر عریان ہو
عشق کا بستان ہو عاشق بیجان ہو

شان سے بیشان ہو جان کے انجان ہو
قول کما کان ہو جان کے انجان ہو
شاد ہو نالان ہو جان کے انجان ہو
واصل رحمان ہو جان کے انجان ہو
صاحب افغان ہو جان کے انجان ہو
صادق اِک آن ہو جان کے انجان ہو

لیجو مرے ہاتھوں مین پرکھا ہی گھر کو
سرکھا جو جلا آگ مین صرّاف نے زر کو

بازار محبّت مین جو مستانہ ہو آیا
پرکھا وہ کسوٹی کی نظر سے ہی گھر کو

ہی سورۂ یوسف مین ہوا بواب سے داخل
اسطور سے چلتے ہی مین پہنچا مرے گھر کو

قبضہ ہی میان بیچ مین دو طرف سے دو خم
ہو قتل مین پہنچا نہ یہہ شمشیر دو سر کو

اب دشت شہادت مین بنا یار کا چنڈو
اودھر سے ادھر پھینکے ہی اودھر سے ادھر کو

پوچھے جو کوئی مجھسے تو بولون یہہ مین خم ٹھونک
کر صادق شہ خیر یہہ قایم تو نظر کو

جانان تو ترک نہین چشم مین ترکانہ کیون
تو نہین مست تیرے دیدہ مین مستانہ کیون

تو نہین زشت خو کوئی زشت کہے ای پیارے
نہ تو تو خوب ہی یہہ دل ہوا دیوانہ کیون

نا تو فانوس ہی تو جو کوئی رو بھی دیکھے
نہ شمع تو ہی تیرے گرد ہی پروانہ کیون

تو تو ایسا ہی نہ دل لیتا ہی نہ دیتا ہی
ترچھی تیوری یہہ تیری تو میان مردانہ کیون

آپ سودا ہی تو اور اپنا خریدار ہی آپ
غیر کا اسم جہان پر ہو اٹھہرانہ کیون

وہ ہی رہزن نہ کسیطور تو پکڑا جاوے
صادق خیر سے یہہ دادہی مردانہ کیون

یہہ مستی کی ٹھوکر کو مستو سنبھالو
جون شیشہ ہی یہہ دل نہ پھوٹے بچالو

شرابی کا ہی دین و ایمان شیشہ
نہ پھوٹے نہ ٹوٹے معلّق اٹھالو

کیا توبہ زاہد نے ای می پرستو
ہوا کافر عشق بادہ پلا لو

کیا مست و مخمور ساقی نے اتبو
نچالو گدالو اٹھالو بٹھالو

حمایل گلے مین کفنی زلف سے جو
سو دیر مغان مین لے اسکو نکالو

مین صادق شہ خیر کا فر حقیقی
یہہ اسلام کیا ہی سو مجھہ کو بتالو

گفتگو کرتا ہی کیا خاموش کیا ہی گفتگو
وہم و عقل اپنی اٹھاوے یار سے ہوا آشنا
جوکہ ہی شعر یہ کیا تشبیہ سے کچھ فرق ہی
ای میاں تصویر اپنی دیکھ لے اور آئینہ
عشق میں اپنے ہی ذوق و شوق میں ہی دیکھلے

جستجو ہی جستجو ہی جستجو ہی جستجو
کو بکو ہی کو بکو ہی کو بکو ہی کو بکو
ہو بہو ہی ہو بہو ہی ہو بہو ہی ہو بہو
رو برو ہی رو برو ہی رو برو ہی رو برو
سو بسو ہی سو بسو ہی سو بسو ہی سو بسو

خیر صادق کیا کہے گر نا کہے تو کیا کہے
گو مگو ہی گو مگو ہی گو مگو

دلکو میں بیچوں جہاں عشق کا بازار ہو
پوچھے جو قیمت تو میں بولوں کہ انمول ہی
کسکو میں دیتا ہوں دل کون اسے لے سکے
نا تو ہوں عابد مجھے نا ہی عبادت سے کام
شیشہ پُر از مے بھی ہی پی لو میں بھر بھر کے جام

مجھسا فروشندہ ہو یار خریدار ہو
نذر ہی یہہ اوسکی جو یار وفادار ہو
غیر سے کیا کام ہی وہ بت عیار ہو
ہوں تو میں مخمور ہوں یار بھی میخوار ہو
نشہ نہا ہی میں ہوں میرا یار ہو

خیر ہوں صادق مگر اسکا ہوں میں آشنا
بندۂ ساقی جو ہو بادہ پی سرشار ہو

ردیف ہائے

شمع وہ بجھتے ہی پل میں کیا دیوانہ
شمع گر سامنے جلتی ہی رہے عشاق تو
جسکو جلنا ہی شب و روز رفیق و ہمدم
جو کہ کرتا ہی پرستش وہ نشۂ خو بانکی
جسکو ہی کام سدا بادہ کشی سے ای شیخ

کیوں نجا جلکے مرے اوسکے اوپر پروانہ
حیف پروانہ وہاں کیوں نہ بنے مستانہ
شمع کو دیکھتے ہی ہووے نہ کیوں مردانہ
اوسکو یکساں ہی حرم یا کہ وہ ہو بتخانہ
اسکو بھاتا ہی کہاں کعبہ سوا میخانہ

جو کہ ہی مجنوں صفت سن ارے صادق خیر
اوسکے آگے ہی برابر چمن اور ویرانہ

خوب کرتے ہو میاں جلوہ نمائی ای واہ — ہی قیامت یہہ تمھاری تو دکھائی ای واہ
مبتلا کیوں تو کیا چشم نمائی سے بھلا — یا کہ یوں ہی ہی سزاوار خدائی ای واہ
جوں ہی دیکھا مین تجھے تو بھی کہا آتا ہوں — کیا خبر تو نے خموشی کی سنائی ای واہ
حرف یہہ دل سے اٹھا تو بھی وفائی کا صنم — ہی تجھے تیری قسم کر تو وفائی ای واہ
اپنے آئے ہو میاں بیٹھو ذرا نام خدا — منہہ سے ہر چند نہ لو نام جدائی ای واہ

گھر میں ہی صادق شہ خیبر کے نوروز مدام
مژدہ وصل بتان جب سے سنائی ای واہ

ماہرو کرتا ہی عشاق کو سیج دیوانہ — توڑتا مسجد کو بناتا ہی نیا بتخانہ
شمع کو کب ہی یہاں تاب اگرچہ جسدم — شعلہ رو پھاڑے نقاب اسپہ جلے پروانہ
نہ تو عاشق کو کبھو چین نہ ہی صبر و قرار — اک نگہ کافی ہی گویا کہ بصد افسانہ
دام زلفوں سے جو نکلا تو ہی مشکل آگے — چشم مخمور جو دیکھا سو بنا مستانہ
کیوں نہو جوش جو عاشق کو نظر یہہ آوے — کبھو شیشہ و کبھو بادہ کبھو پیمانہ

نا تو کچھ فائدہ کہنے میں تجھے ہی صادق
خیر لیکن ہی یہی گفتگوئے رندانہ

ہوں عاشق میخانہ ہر دم میں ہوں دیوانہ — پی بادہ ہوں مستانہ ہر دم میں ہوں دیوانہ
ہشیاری و بیہوشی کر یاد و فراموشی — لے ہاتھو نمین پیمانہ ہر دم مین ہوں دیوانہ
خطرے کو اٹھاتا ہوں محبوب سے ملتا ہوں — جانبازہ ہوں مردانہ ہر دم مین ہوں دیوانہ
مرغ ایک ہوں لاہوتی کھلاتا ہوں ناسوتی — یہہ دام ہی وہ دانہ ہر دم مین ہوں دیوانہ
ملکوتی و جبروتی کرنے مین طی لاہوتی — اسکا ہو نمین فرزانہ ہر دم مین ہوں دیوانہ

ہی خیر جو مین صادق ہوں کاذب ہوں فاسق
جوں شمع کا پروانہ ہر دم مین ہوں دیوانہ

پیالہ ہی صراحی ہی ساقی ہی و خمخانہ
یہان عشق کی ہی آتش جا نباز ہو سو آوے
رسوائی سے ناڈر نا امید عبادت کی
تشبیہ و تنزیہ مین ہین دونون بہم باہم
جنت کا بھروسا ہی نہ خوف ہی دوزخکا

پیتے ہی مئی مستی بنجاتا ہی مستانہ
جلتا ہی نہ کچھہ کہتا جون شمع پہ پروانہ
ان دونون سے فارغ ہو نہین یارہ ہون دیوانہ
ویرانہ مین آبادی آباد ہی ویرانہ
ہی پانچ پہر کا تو مجھہ پاس ہی پروانہ

ویسا ہی ہون تھا جیسا مین خیر شہ صادق
آنا نہ کہین جانا ہون عاشق مردانہ

جستجو ہی یہہ رقیبونکو کہان ہی شیشہ
یہہ یہہ بولو کہ جہان ہی سو نہان ہی شیشہ
زہد و تقوی سے اوٹھا ہاتھہ ادھر آؤ ذرا
پیالۂ شوق سے مخمور و ملبب کر کر
ماحضر اسکے بھی جا ہو تو مین کہتا ہون

مجھہ سے پوچھے تو بتا دون کہ یہان ہی شیشہ
تم تو زاہد ہو تم جین کیا کہ کہان ہی شیشہ
کافر عشق بنو پھر تو عیان ہی شیشہ
بیٹھے پیتے ہین تبسم ہو جہان ہی شیشہ
خانۂ خم مین کرو غور نہان ہی شیشہ

خیر صادق ہو نہین ہر آن یہی بولون گا
بادۂ وصل سے معمور ہو جان ہی شیشہ

گذری مجھہ آنکھون سے یارو واہ کیا چشم سیاہ
دلکی تاراجی کو لشکر حسن کا آتا ہی آپ
تیر مژگان کو کمان ابرو سے کھینچے لی یہ لی
گھورنا ہی دمبدم اور دیکھنا تیوری چڑھا
مارنا ہر دم جلانا لطف و رحم ایسا عجیب

چین بہ ابرو ہو کیا اُسنے نگہ اور مین نے آہ
واہ رے ای بادشاہ اور واہ کیا تیری سپاہ
مارکے عاشق کے دلکو کر دیا حالت تباہ
یہہ عجب انصاف ہی اور گاہ مین چشمونکی راہ
کاسۂ چشمونکا سم تریاق ہی بس واہ واہ

خیر صادق کے جگر پر یہہ نگہ تو نقش ہی
بس تجھے کافی یہی ہی نا غرض حشمت و جاہ

مین اپنے عشق مین ہر دمبدم ہون دیوانہ
ہون جیسا ویسا ہی نابیش وکم ہون دیوانہ

کبھی مین ہنستا ہون جوش جنون مین ای یارو
کبھو مین روتا ہون کر چشم نم ہون دیوانہ

مین اپنا آپہی ہون قیدی اپنے دلکے حضور
اسی مین زندگی ہی اور عدم ہون دیوانہ

میرے ہی دل سے نکلتا جنونکا جوش سدا
کہون ہون اسکو خوشی باالم ہون دیوانہ

مین اپنے غرق یہہ دریا ئے دل مین رہتا ہون
جو آوے موج سو ہی منقسم ہون دیوانہ

ہی خیر صادق سودائی سر اٹھا اب تو
کہے جو کچھہ کوئی پر اک قلم ہون دیوانہ

اوس رخ دلدار کا ہون یارو ہردم دیوانہ
یار کے دیدار کا ہون یارو ہردم دیوانہ

جاگتے سوتے میرے ہی روبرو تصویر یار
چشم سرمہ دار کا ہون یارو ہردم دیوانہ

جو کہا منصور سو شایان تھا پر یون ہی ہی
اب وہ نوک دار کا ہون یارو ہردم دیوانہ

جام و مے مین جو مزہ ہی وہی جانے جو پیئے
ساقی غمخوار کا ہون یارو ہردم دیوانہ

ہر گھڑی ہر پل یہی ہی لو لگی دل کو مرے
اوسکے ذکر اذکار کا ہون یارو ہردم دیوانہ

خیر ہی صادق شراب عشق پی نازان ہوا ب
مست اور سرشار کا ہون یارو ہردم دیوانہ

ردیف ہای

واہ رے حق کے دولارے کیا تیری کچھہ شان ہی
تو مرض فرقت رب کا یقین درمان ہی

ہی احد لیکن بظاہر نام احمد رکھہ لیا
میم کے اندر چھپا یا دفتر عرفان ہی

ہی بشر لاحد ولیکن اس جہان فانی کے بیچ
ہم شریعت ہم طریقت ہم حقیقت معرفت
تو خدا تو ہی پیمبر وہ خفی اور یہہ جلی

وہ تو روشن دل ہی جسکو کچھ تیری پہچان ہی
مشتہر یہہ چارسو تجھہ اسم عالیشان ہی
وہ تو ہی بیچون مگر یہہ برقعِ انسان ہی

تو کہا تو ہی سُنا اور تو دیا پیغام لا
خیر صادق اُس شب معراج پر قربان ہی

چاہتے ہو شیخ جی کعبے کو گر تو جائیے
تم تو جھگڑیمین پڑے اور ہین نفی اثبات پر
عزم گر رکھتے ہو دلمین تو جو باتین ہین صحیح
وصل جانان چاہتے ہو تو جو کہتا ہون سنو
ہاتھہ کو پکڑے تمھارے لے کسو کامل کے پاس

آرزو ہو دلمین تو اکبار پھر جا آئیے
لیجیے تسلیم مجھہ کو راہ مت بھلوائیے
کچھہ سندر رکھتے ہو اسکی تو مجھے دکھلائیے
شملہ اور ٹوپی کو لے کر خاکمین ملوائیے
عشق کی جو ہی کہانی وہ تمھین سنوائیے

ہین خراباتی ہون صادق خیر میرا نام ہی
جی مین آتا ہی پکڑ بادہ تمھین پلوائیے

مستو نسے کیا ہو پوچھتے میخوار ہو چکے
بولا پلا کے پیالہ صراحی یہہ دیکھہ لے
یہہ ہفت باب عرش کھُلے پیتے ہین شراب
زاہد نہین جو کام ہی کچھہ زہد سے مجھے
ہین خود نما نہین ہون ہیان ہون خدا نما

ساقی کے ہاتھہ کب کے گرفتار ہو چکے
شیشہ ہی اپنو ہاتھہ مین سرشار ہو چکے
یارو پُلِ صراط سے ہم پار ہو چکے
مخمورِ چشمِ یار کے مسمار ہو چکے
مے نوش کر یہہ واقفِ اسرار ہو چکے

صادق ہون خیر آوے جو کوئی جسکو ہو غرض
ہمتو نثارِ ابروے خمدار ہو چکے

دہریا کافر ہو کہین ایمان ہی تو دہر ہی
دہر مین رہتا ہی جانان دہر سے ہی دہر مین

دہر مین موتی ہی دُر کا کان ہی تو دہر ہی
ایک ہو وا ور تین تک پہچان ہی تو دہر ہی

چشم کا احول نہین ہون خوب سمجھا دہر کو
دیر و کعبہ مین جو اُسکے نشان ہی تو دہر ہی

دہر سے محروم ہی وہ جسنے کچھ پایا نہین
یہہ وقوف اسکو کہان کہ جان ہی تو دہر ہی

دہر مین اک دہر ہی اس دہر مین گنج قدم
کفر ہی ایمان ہی عرفان ہی تو دہر ہی

خیر ہی صادق نظر مین دہر کو رکھنا مدام
احمدؐ اور آدمؑ ہی اور سبحان ہی تو دہر ہی

شیخ نہ شیخی کرو یہان تو عیان یار ہی
صورتِ معشوق سے خود مین نہان یار ہی

یار ہی اغیار ہی یار وفادار ہی
آپ ہون عاشق بخود خود مین عیان یار ہی

نا تو ہی پردہ یہان کیا مین اُٹھاؤن بھلا
پردہ و پردہ نشین اپنو یہان یار ہی

رنگ و قلم آپ ہی نقش ہی نقاش ہی
جان ہی جان بخش ہی جان جہان یار ہی

وحدت و کثرت مین رمز ہی سو اوسے پا چکا
رمز ہی پھر رمز ہی اوسکا نشان یار ہی

گرچہ اٹھا وہم تو سر بھی وہان اُٹھ گیا
خیر ہی صادق رہا ہی سو میان یار ہی

شاہد بت وہ کہ عشق اوسکا یقین جان ہی
ہجر مین ہو وصل تو جب مرہم درمان ہی

چہرہ اُسکا دین و قبلہ زلف اسکی شرک و کفر
ملتِ بت دین ہی زنار ہی ایمان ہی

گر کرون تعریف میرے یار کی تو کیا کرون
بے نشان ہین سب نشان ہی واہ رے کیا شان ہی

ہی ظہور اس یار کا ہر شی مین دیکھو جا بجا
بے وجود ہین وہی موجود ہر آن ہی

کج نگہ سے وہ بتِ طرار گر دیکھے کبھو
اوسکو ہر دم عید یہہ اوسکا تو پھر قربان ہی

ورد خیر الدین صادق ہی زبان پر یہہ کلام
عشقِ جانان جان ہی ایمان ہی عرفان ہی

نام تھا میرا شمع جب یار پر بلبل گئی
دل جلا اور سر کٹا پٹکا لگا گلگل گئی

نا خبر پروانہ کی ہی مجھہ کو جوش عشق مین
جل گئی رے جلگئی رے جلگئی رے جلگئی

شعلہ سے شعلہ ملا بھڑکا اٹھا جا وصل سے
جل گیا پروانہ اودھر مین بھی سر سے تا قدم
قطرۂ دو ہی کے جو بھے گر سنو جلنے کے ساتھہ

ملگئی رے ملگئی رے ملگئی رے ملگئی
گھلگئی رے گھلگئی رے گھلگئی رے گھلگئی
گھلگئی رے گھلگئی رے گھلگئی رے گھلگئی

خیر صادق ماسوا کی بوجھ میرے سر سے اب
ٹلگئی رے ٹلگئی رے ٹلگئی رے ٹلگئی

اشک بہنے لگا ہر آن میری چشمون سے
دیدہ حیرت مین تجلی کے تیرے تھا پیارے
جستجو کیا ہی یہان کسکو غرض آئینہ ہی
ہی قیامت تو بچھڑنا ہی تیرا ای پیارے
جو کہ نادانی ہوئی معاف اُسے کر دیجے

جون ہین دو نہرین نمایان میری چشمون سے
خوب نکلا تو نگہبان میری چشمون سے
رو نما ہی تو بہر آن میری چشمون سے
نہ جدا ہو تو بیک آن میری چشمون سے
اب تو ہر چند نجا جان میری چشمون سے

خیر صادق ہون اُٹھا آنکھ نہ دیکھونگا ادھر
گذرین حورین ہمہ غلمان میری چشمون سے

ای بے سمجھ سمجھ کہ یہہ مشہود کون ہی
گرچہ کھلا ہو راز سمیع و بصیر کا
آدم ہی کون طینت آدم کہان سے ہی
خلوت مین کون زاہد ملیفوش ہو گیا
کسکو خرید کون کیا کون وہ بکا

ہر شی مین دیکھ لے کہ یہہ موجود کون ہی
ہر فعل مین یہہ دیکھ کہ مقصود کون ہی
سجدہ کیا سو کون وہ مسجود کون ہی
عابد ہوا سو کون وہ معبود کون ہی
یہہ بول کون ایاز وہ محمود کون ہی

اب تو سکوت صادقِ شہ خیر ہو گیا
سمجھا کہ بود کون ہی نابود کون ہی

کام نا جنت سے ہی نا حور نا انہار سے
چل نکل زاہد یہان سے ہمتو کافر ہو چکے

حسن جانان پر فدا ہون کام ہی دیدار سے
لے تیرا دستار وجبہ کام ہی زنار سے

آگے اب مت چھیڑ پیارے کہہ اوٹھونگا مین خدا
مدرسے مین عشق کے جا درس الفت لے چکا
بس میان دفتر لپیٹو کافی ہے اب ایک حرف

نا تعہ ڈرتا سنگ سے ہون نا رسن نا دار سے
ہوچکا مذبوح ڈرتا کون ہے خونخوار سے
نام ہی کا پھیر ہے کچھ نور سے اور نار سے

خیر ہے صادق خرابا تی نہو کہتے ہین سب
کسکی سنتا ہے لگا یا جوکہ دل دلدار سے

بازار حسن گرم ہے عاشق کی عید ہے
مصحف نگار روئے صنم ہے یہہ نقطہ دار
جس کو دیا ہو ہاتھہ کبھی علم من لدن
گویا خموش ہے یہہ کئے قفل بستہ لب
حب شناخت سے یہہ مزہ آشنا ہوگیا

ما زاغ البصر سے جنس یہہ اب خوش خرید ہے
بالله کافرونکا یہہ قرآن مجید ہے
اوسکی سمجھہ مین آوے جو دیدہ بدید ہے
گنج خفی کے باب فتح کی کلید ہے
مشہود و شاہد آپ اور آپہی شہید ہے

صادق یہہ خیر کی ہے نصیحت یہ کر خیال
آپہی تو پیر رہبر و آپہی مرید ہے

شمع کیطرح گھلے کون بھلا رو جانے
عاشقو عشق ہے ظاہر ہین حقیقت واحد
جوکہ بیرنگ ہے اک رنگ سے نیرنگ ہوا
جانے وہ دار چڑھے جوکہ انا الحق بولے
اسم کو دیکھتے ہی جسم نظر آوے اوسے

جسکو لاگی ہو لگن ہان رے میان سو جانے
وہ تو مشرک ہے میان اسکو جو کوئی دو جانے
بوئے گل جانے ہے گل گل کو میان بو جانے
ہے سزاوار جو مختار کوئی ہو جانے
زنگ آئینہ جو اذکار سے کوئی کھو جانے

صادق خیر ہے کچھہ یار تیرا دور نہین
اسپہ بھی کوئی نہ جانے تو میان او جانے

میرا نام ہے مست مین ہون شرابی
بنایا ہے شیدائی ساقی نے مجھکو

ملبب ہے مجھہ پاس شیشہ گلابی
دکھائی ہے جب سے وہ چشم شہابی

سمجھتا ہون کب یہہ کہ اسلام کیا ہی
ہی قرب نوافل مین ذاکر یہہ اعضا
نہ مین آتشی ہون نہ بادی ہون بارہ
نہ خیر صادق ہون پیار یکو اپنے

مین قربان جانان ہون کافر وہابی
میری رگ ہاین سب تار تار ربابی
نہ خاکی نہ آبی ہون مثل حبابی
بھلا یہہ ہوا مین جو سمجھا شتابی

ہیہات عجب وصل کہ جو ہجر نہان ہی
پوچھو جو اگر کیا ہی عیان عینیت ذات
او سکے ہی نہ دست مین یہہ عالم کثرت
ہی احدیت وحدت اور واحدیت یون
ہی بیچمین اک برزخ دو طرف دو دریا

یہہ ہجر کہان عین یہان وصل عیان ہی
بیچون چگونہ نہ اُسے نام و نشان ہی
نا بیش و نہ کم کچھ بھی یہہ بو ہم و گمان ہی
وہ ذات کا برقعہ ہی وہی جان جہان ہی
اودھر سے کیا اخذ اودھر فیض رسان ہی

مین خیر ہون صادق یہہ میرا اول و آخر
ٹک غور سے سمجھو جو یہان ہی سو وہان ہی

کعبہ مین کہان کیا ہی پر آب ہی اور گل ہی
حاجی تو عبث دوڑا پھرتا ہی اودھر اودھر
ہر آن یہان حج ہی اور طوف ہی ای حاجی
منا و جبل عرفہ مکہ و صفا مروہ
مخلوق ہی اک مکہ کیا کام مجھے اُسسے

کالا سا مگر ہان اک پتھر کا وہان سل ہی
جو خانۂ خالق ہی سو ہی تو یہان دل ہی
زحمت سے تجھے جانا اک سالمین مشکل ہی
حاجی حقیقی کو یہان ایک ہی منزل ہی
مجھ کشتۂ الفت کا انجام تو بسمل ہی

کوئی بھی کہین جاوے ہی خیر مین صادق ہون
موجود یہان سب ہی مرشد میرا کامل ہی

شعلہ رو منہہ سے جو پردیکو اٹھا دیتا ہی
پھر تو آتا ہی نظر جو کہ ہی نار نور
محفل خاص مین پھر عشق ہی اور جانبازی

یکبیک اپنی تجلّی کو دکھا دیتا ہی
شرق سے غرب تلک آگ لگا دیتا ہی
ماسوا ہی سو وہ خطر یکو مٹا دیتا ہی

اب یہی سمجھو میاں اسمین عجب لذّت ہی
ہو گیا فانی جو کوئی زندۂ جاوید ہوا

ہی مزہ اسکو جو کوئی سر کو کٹا دیتا ہی
وہ تو مختار ہی مردیکو جلا دیتا ہی

کذب و شر دونون لٹے صادق شہ حیدر ہا
سمجھو نا سمجھو کوئی پر یہہ سنا دیتا ہی

ہزار سختی اگر سر پہ آوے آسان ہی
سفر دراز ہووے اوسے جو طالب دوست
اگرچہ جور کیا جور ہی نہین دلدار
نہ آبرو ہی مجھے گر ہووے خونریزی
مجھے تو ہی یہہ تعجب صواب گو یون سے

کہ دوستی کی ارادت ہزار چندان ہی
کہ خار جنگلِ الفت کا گل ہی ریحان ہی
اگر دے داغ تو وہ داغ نہین ہی درمان ہی
مخالفت نکرون وہ کرون جو فرمان ہی
کہ دل لگانا کسو سے خلاف فرمان ہی

ہی خبر صادقا اس باغ عشق مین اک گل
تو دیکھہ سیب زنخدان انار پستان ہی

یہہ عشق کا دریا جب طغیانی مین آتا ہی
دریا کی تلاطم سے گرتے ہین شجر بیشک
دریا ہی یہہ جون لیلی محمل ہی حبابی تن
ہی عشق کا یہہ دریا درمیانین ہی بھونتا
نا اوسکا کنارا ہی یہہ شور ہی اور شیرین

تب جھاڑ محبّت کو کر سبز دکھاتا ہی
یہہ بحر عجب ہی جو جھاڑونکو بڑھاتا ہی
ہر موج سو ہی مجنون آتا ہی وہ جاتا ہی
ہستو نکو ترا تا ہی غافل کو ڈوباتا ہی
جاتا تو سبھی اسمین اسمین ہی سے آتا ہی

کچھہ تھا جو نہین ملتی اس بحر کی ای یارو
یہہ خبر شہ صادق غوّاص کہاتا ہی

درد دل سے جو کوئی میری خبر رکھتا ہی
یہہ دل سوز میرا سوختہ دل گرچہ سنے
مبتلا جیسا ہوئین وہ بھی ہو جاوے فی الفور

دست حیرت کو لے سینے کے اوپر رکھتا ہی
تا دم صبح وہی چشم کو تر رکھتا ہی
جو کوئی کوچۂ دلبر مین قدر رکھتا ہی

تیر غمزے سے اگر اُسکے چلے تیر کبھو
کبک رفتار کیا فوق سما پرواز می

اہل دل روبرو سینے کو سپر رکھتا ہی
مرغ دل قتل ہوا پھر بھی یہہ پر رکھتا ہی

صادق خیر کو کہتے ہاہیں ہوشیار میان
عاشق یار جو ہی کسکی خبر رکھتا ہی

دل تو رہ رہکے میرا آہ کھٹک اُٹھتا ہی
جسطرح بجتے ہی گھڑیال ٹھنک اٹھتا ہی

سات پردیکے بھی اندر تو چھپایا ہی مگر
پھر بھی یہہ رات اندھیری مین چمک اٹھتا ہی

گرچہ درجک مین کیا بند کسیطور تو کیا
چونکہ تاتار کا وہ مشک مہک اٹھتا ہی

گرچہ بلبل کی طرح قید قفس مین ہو کیا
پھر جب آتی ہی بہار آپ چہک اٹھتا ہی

تو وہ خاک کے اندر سے مثال سبزہ
یکبیک جوش مین آکر وہ لہک اٹھتا ہی

صادق خیر ہی یہہ دل ہی کہان ہی چقماق
جسجگہہ آگ ہی شعلہ ہی دہک اُٹھتا ہی

دل تو رہ رہکے میرا آہ کھٹک اوٹھتا ہی
جسطرح بجتے ہی گھڑیال ٹھنک اٹھتا ہی

نہ تو دن رات ذرا کل ہی سدا بیکل ہی
یہہ عجب کل ہی جو خود آپ جھنک اٹھتا ہی

یہہ نہ گھڑیال فرنگی ہی نہ یہہ چین کا ہی
پھرتے پھرتے ہی یکایک یہہ ٹھنک اٹھتا ہی

سات دیوڑھی کے بھی اندر تو لٹکتا ہی مگر
پانڈے جی آپ بجاتے ہین کھنک اٹھتا ہی

ای خریدار کرو بند ذرا چشمون کو
گوش دل سے تو سنو خوب چہک اٹھتا ہی

جس جگہہ مشک ہو ہر چند چھپائے نہ چھپے
صادق خیر ہی آخر وہ مہک اٹھتا ہی

جسم کے فانوس مین جلتی شمع عریان ہی
شاد پروانہ ہوا اُسپر جان سے قربان ہی

کیا غرض ہی شمع کو پروانہ سے پرواہ واہ
شعلہ پر جلبل بگرد شمع کے غلطان ہی

عشق ہی جسجا وہان رسوائی بھی موجود ہے
حاصل ہی جانان کے جان اور عاشق بیجان ہی

اشکباری بیقراری جان نثاری ہی ادھر
بود سے نابود ہی نابود عین بود ہی

جلوۂ معشوق رنگارنگ ہر ہر آن ہی
بود اور نابود دونون ماہرو کی شان ہی

کافر عشق حقیقی مین ہون صادق شاہ خیر
کفر کی اثبات مجھہ کو عین یہہ عرفان ہی

عشق کے اور عقل کے باہم یہہ فتنہ بار ہی
خشک زاہد ہی بچارہ عقل اپنے زہد پر
عقل کہتی ہی خدا ہی پر نظر آتا نہین
عشق نے خم ٹھونک بولا عقل تجھکو ہی گمان
یہہ نہین ہی تو سمجھتا کیا صحیح اور کیا غلط

عشق تو اقرار پر ہی عقل کو انکار ہی
عشق کو جو دیکھئے میخوار ہی سرشار ہی
عشق کہتا ہی کہ چل جھوٹی نظاہر بار ہی
کہتا ہی ظاہر کو غائب ای میان تو خار ہی
کیا کرے لاچار ہی میرا تو بیڑا پار ہی

کبتلک کس کس ستی لڑتا رہیگا ہو خموش
خیر ہی صادق یہان کچھہ بھید افہم یار ہی

شرابی کی مستی تو ہر ہر قدم ہی
پیا می ہوا مست و مدہوش پھر تو
پیالہ سے جبدم ہوا آشنا وہ
اوسے شوق لذّت وہ ذوقی ہی بیشک
نگہ کر جو دیکھا صراحی مین اوسنے

ہوا آزاد غم مست روئے صنم ہی
یہہ پھرتا کڑا دم کہ ساقی سا کم ہی
یہہ سمجھا کہ شیشے مین دیر و حرم ہی
برابر اوسے پھر وجود و عدم ہی
تو ہنستا کبھو اور کبھو چشم نم ہی

ہو صادق شہ خیر ساقی پہ عاشق
وہ جام پُر از می اوسے جام جم ہی

نا تو کچھہ جھگڑا رہا بان خیر ہی پھر خیر ہی
جو کہ تھا تحقیق سو تحقیق مجھپر ہو چکا
ہون اگر تو مین نہین میرے بغیر از کوئی شئی

شر اُٹھی ناسوت کی لاہوت کی پھر سیر ہی
یار کی الفت مجھے بس ناکسو سے بیر ہی
مینے یہہ کعبہ بنایا مجھہ ستی یہہ دیر ہی

ماہ سے ماہی تلک ہوں ہر احد میں جلوہ گر
جاؤں جاہوں آؤں گھر اپنا ہنیں کچھ غیر ہے

ہے جہاں میرا وجود اور میں جہانکی جان ہوں
کوہ و دشت و بحر و بر مجھ سے چرند و طیر ہے

پانچ سے اور سات سے یہہ بارہ کل دفتر ہوا
بوجھ لو آ صادق شہ کا یہہ شر و خیر ہے

جسکو جیتوں تیری تیکھی نظر آئی ہوگی
بے اجل اسنے کبھی ہیر یکی کھائی ہوگی

جوکوئی مفت ہوا رسوا کیا کیا حاصل
پر تیری ناز و ادا کچھ اوسے بھائی ہوگی

جوکہ زخمی ہے تیری دید کا ہر دم بے چین
اوسنے فرصت کہیں اکدم کی نپائی ہوگی

لذت زخم نگہ سے تیرے وہ ہوا آگاہ
قاب قوسین تلک جسکو رسائی ہوگی

جسجگہہ دیکھئے مقتول تڑپتے ہیں تیرے
تیری شمشیر نے یہہ دھوم مچائی ہوگی

صادقا چپ ہو درہ دیکھ یہہ ہے اصل وصول
یہہ ندا خیر سے ہاتف نے سنائی ہوگی

تخت جہاں عشق کا ہے سو مکان اور ہے
بادشہ حسن کا نام و نشان اور ہے

عاشق فانی کو کیا کوچہ ہے فانی سرا
ہے یہہ جہاں عام کا خاص جہان اور ہے

بیٹھے ہیں صراف سب حسن کے بازار میں
دیکھو تو ہر ہر جگہہ طرز دوکان اور ہے

چشم سے آنسو بہا دل بھی ہوا خوں چکاں
زخمی یہہ جسکا ہے سو تیر و کمان اور ہے

جو میاں مارا پڑا خنجر تسلیم سے
غیب سے ہر دم بدم اوسکو تو جان اور ہے

بندۂ چشتی ہے یہہ صادق صادق مقال
ہے تو یہی خیر ہے جان جہان اور ہے

نور ہے یہاں نور ہے جو ہے سو پیارے نور ہے
اشیائے خلق یہہ سب نور سے معمور ہے

نور نے کس طرح سے جلوہ آرائی کیا
دار ہے تو نور سے ہے نور سے منصور ہے

نور سے انوار ظاہر یہہ تو پوشیدہ نہیں
چشم اسکو چاہئے پر نور تو مشہور ہے

نور سے جو آشنا ہی وہ تو مقبول جہان / نور سے جو دور ہی مردود ہی مقہور ہی
نور کے محتاج سب ہین نور خود مختار ہی / سب گدا ہین نور کے پر نور تو غیور ہی

یارو گر کہنا سنو مانا سنو یہ ہی یقین
صادق شہ خیر آگے نور کے منظور ہی

ساںورے کارے کنہیّا نے بجائی بانسری / یہہ اندھیری کوٹھری مین سے سنائی بانسری
چشم کو کر بند اندر کوٹھری کے جب دھسا / جا کے دیکھا دھوم کیسی ہی مچائی بانسری
تیری مرلی کے ہی سنتے مست و متوالا بنا / یہہ رہا نا وہ رہا سدھ بدھ گنوائی بانسری
بانسری سنتے کیا مین نے ادارے دید حمد / ڈر کے دریا بیچ لے غوطہ کھلائی بانسری
ناو مرلی مین ہی گن نرگن سگن ہی بھی ہم / ہی سدا یہہ سرمدی جو دھن اوٹھائی بانسری

صادق شہ خیر ہون ہی بیقراری باؤ پر
سر سے لیکر تا قدم تک لہلائی بانسری

عجائب ہی میرا دلبر کہین کچھ ہی کہین کچھ ہی / کہین منظر کہین مظہر کہین کچھ ہی کہین کچھ ہی
ہی یکرنگی ہی سے لاکھون ہوئے ہین رنگ یہہ پیدا / کہین ظاہر کہین مظہر کہین کچھ ہی کہین کچھ ہی
کہین غائب کہین حاضر کہین مخفی کہین پیدا / کہین سالک کہین رہبر کہین کچھ ہی کہین کچھ ہی
کہین باقی کہین ساقی کہین رازق کہین صادق / کہین طاہر کہین مطہر کہین کچھ ہی کہین کچھ ہی
کہین افضل کہین فاضل کہین کامل کہین مرشد / کہین مہتر کہین کہتر کہین کچھ ہی کہین کچھ ہی

کہین قایل کہین کاذب کہین صادق
یہہ نقش خیر ہی دلبر کہین کچھ ہی کہین کچھ ہی

ہی آج سمع دایمی قایم جو لقا ہی / یہہ جمع کی تفصیل ہر اک قدح خدا ہی
فرمان سفہم تو یہہ پہنچا ارے پی لے / ای تن تو ہو جا جان کہ اخوان صفا ہی
ماٹی سے نکلتے ہین جو بن کے یہہ تیلے / یہہ صور ازل سے ہی یہان جسکی صدا ہی

جامہ کو اوتار اور یہہ اشتر کو بٹھا وے
مین خواب وخیالات و توہم سے گذر کر
آنکھونکو ذرا کھول تو محکوم رضا ہی
مین ہستی مین آیا یہہ مرنا روا ہی

ای صادق شہ خیر ہون گرلاکھون ہی ہستی
اس ہستی کو بھولا تو نہ پھر راہ نجا ہی

مرنیکے آگے مرنا گر کام ہی تو یہہ ہی
ہی رونمائی اوسکی لاکھون ہی آرسی مین
ابرو کی خم ہی اسکی تلوار مغربی سی
بکھری ہوئی ہین زلفین ہر پیچ عشوہ گر کی
گلزار خال وخط ہین رو آتشی یہ اوسکے

اثبات کفر کرنا اسلام ہی تو یہہ ہی
آغاز ہی تو یہہ ہی انجام ہی تو یہہ ہی
عاشق کو قتل کرتی صمصام ہی تو یہہ ہی
کرنیکو دلفریبی گر دام ہی تو یہہ ہی
جو دل جلے ہین انکو آرام ہی تو یہہ ہی

صادق ہی قول شہ خیر آ دیکھے جو کہ چاہے
کوچے مین دلربا کے بدنام ہی تو یہہ ہی

سانچا صاحب اک رنگی سو رنگ رنگاون ہارا رے
آپ ہی بولے طرح طرح سے آپ بلاون ہارا رے
چار چیز سے محل بنایا آپ ہی بیٹھا اُس مین آ
آپ ہی آوے جاوے وہ سد کھیل کھلاون ہارا رے
چاہا اپنے دل مین تو پھر آپ کلالی بن بیٹھا
آپ ہی بھٹی آپ ہی مدھوا آپ پلاون ہارا رے
آپ دکالی بن شیشہ لے ہاتھہ مین لاگا بیچن کو
آپ ہی پیوے بھر بھر پیالہ آپ پلاون ہارا رے
آپ ہی اپنا جامہ پھاڑا آپ ہی اپنا مست بنا
آپ ہی لوٹے مستی مین ہی آپ لٹاون ہارا رے

صادق ہو کر خیر نے دیکھا بزم سمع مین اوسکو یون
آپ ہی گاوے آپ بجاوے آپ نچاوون ہارا رے

وہم این و آن کو جب ہم دلسے اپنے دھو چکے
اب گذرتی خوش ہے اوسکی وصل مین ہر روز و شب
جو کہ ہین بیہوش اُنکو کیا خبر ہی عشق سے
جب نگاہ لطف سے معشوق نے دیکھا مجھے
دیکھا اپنو یار کا وہ چہرۂ قبلہ نما

نقش مین دیکھا تو تھا وہ اُسسے واصل ہو چکے
جبتلک سوتے تھے یارو خوب ہم بھی سو چکے
فانیما کے تخم کو ہم کشت دلمین بو چکے
کردیا آزاد جھگڑے سے مین یارو ہو چکے
زاہد و تسلیم لو ہم نیند غفلت کھو چکے

مین تو خیر الدین صادق ہون میرا یہہ قول ہی
چشم باطن جب نہتی سابق مین ہم بھی رو چکے

محبوب کی خواہش کو ممکن ہی کوئی پاوے
جب عشق کو بھڑکا کر اک جوش مین وہ آوے
گر مالک کشتی ہو را کب ہو کوئی اُسپر
کشتی ہدایت کی سوراخ ضلالت سے
جسطرف چلے ناوک اس عشق کا بران ہو

کرتا ہی اوسے کچھ تو کچھ اور ہی دکھلاوے
گر خضر رہے ساتھی موسیٰ وہان گھبراوے
غاصب ہو کوئی اوسکا کس ہاتھ سے پھر جاوے
دریائے عمیق اندر شیطان کو ترساوے
لاچار ہوا اُس رخ سے ابلیس بھی پھر جاوے

یہہ عشق بھی اور عاشق جب محو ہوئے دونون
معشوق رہا خیر اب صادق کسے سمجھاوے

کافر عشق جو ہی کفر مین سرشار بھی ہی
تار ہین تو سو ہی مگر حبل متین جو ہی صحیح
بیٹھ بالین پہ میرے ای حکیم کامل
ناخدا ہی وہ خدا پر یہہ تن کشتی پر
جو ہی آزاد اُسے سیر گلستان ہی سدا

لیک اسلام حقیقی اوسے درکار بھی ہی
ویسے کافر کو تو زنار وہ درکار بھی ہی
دردمند ون کی دوا بس تیرا دیدار بھی ہی
ویسے ملاح سے ہر آن سر و کار بھی ہی
سینہ اوسکا تو گل ستی سے گلزار بھی ہی

حشر اور روز قیامت کا تو بھر دم صادق
دیکھے اس دشت میں اب کوئی طلبگار بھی ہی

یار سے سوداگری ای یار یون جا کیجیے
مفت دلکو لے تن واجب کو رسوا کیجیے

مشتری ہی اس دل انمول کا تو یار ہی
دہر کے ایمان کے طبق پر نذر لیجا کیجیے

کوچۂ دلبر مین رہتا ہی سدا نقش قدم
خاک پا سرمہ بنا لے چشم بینا کیجیے

پھاڑ کر دستار و جبہ ٹکڑے ٹکڑے کرو سے
اوٹھہ تن مجنون سے قربان روے لیلی کیجیے

ایک دل کیا ہی ہزارون دل ملین گرچہ اودھا
قدم مینا پر صنم کے صدقہ لالا کیجیے

خیر صادق اب نہین بھاتا کچھہ اور اسکے سوا
دایما اس دلکے اوپر نور برپا کیجیے

یہہ جو ہین نیر نگہبان جلوۂ دلدار ہی
فعل اور فاعل وہی خود فعل پر مختار ہی

تشنہ می مین تشنہ نا تو ہی دغل و فصل
مست اور سالک کبھو سرشار ہی ہشیار ہی

خلوتِ یکتائی مین سو بزم کرہ آراستہ
گاہ بیخود گاہ با خود یار تو اغیار ہی

چشم مین بستان کبھو جا دلمین بھر ہستا کبھو
عقل سے انکار ہی اور کفر سے اقرار ہی

عزت و حرمت نہین ہی عشق مین رسوائی ہی
جام ہی شیشہ ہی می ہی ساقی بازار ہی

نا مسلمان نا یہودی مین ہون صادق شاہ خیر
جا ہون سو بولون گلے زنار ہی اک تار ہی

یہہ صوری جسکی ہی جلوہ گری اوسکی ہی
پردہ گری جسکی ہی پردہ دری اوسکی ہی

شاہ ہی افواج ہی بحر ہی امواج ہی
خشک لبی جسکی ہی چشم تری اوسکی ہی

یار ہی اغیار ہی مست ہی ہشیار ہی
باخبری جسکی ہی بیخبری اوسکی ہی

آپ ہی خود باغبان خار و گل و بوستان
باد خزان جسکی ہی برگ ہری اوسکی ہی

دیر ہی دیدار ہی دل بھی ہی دلدار ہی
نازو پری جسکی ہی دیدہ دری اوسکی ہی

صادق عجب سیر ہے شہر ہے کہان خبر ہے
عشوہ گری جسکی ہے منتظری اوسکی ہے

میخانہ بیچ زاہد و مستون کو عید ہے
شیشہ ہے جام مے بھی ہے ساقی سے وید ہے

ساقی کھڑا ہے خندان و میخوار لوٹ پوٹ
مجھہ کو وصال یار کی ہر دم نوید ہے

مینوش گر یہہ کہتے ہین رندان سے لے خرید
رسوائی خوب جنس ہے یہہ لاخرید ہے

شیشہ کو رکھہ نظر مین ہو مستانہ حلقہ مار
اثبات حق کے دشت مین حق پر شہید ہے

خم خانہ بیچ ذات و صفات اور شد و مد
پھر تحت و فوق جسکی یہہ دید و شنید ہے

صادق ہے اب تو رند و خرابات و مے پرست
پیر مغان کے ہاتھ سے رکھتا رسید ہے

بس مجھے دیدار جانان ہم بھکاری دید کے
جان و دل تجھپر سے قربان ہم بھکاری دید کے

عاشق دیدار ہون مین ای میرے تسکین دل
لے میان یہہ دین و ایمان ہم بھکاری دید کے

نا غرض ہے کفر و دین سے نا حرم نا دیر سے
نا ہون کافر نا مسلمان ہم بھکاری دید کے

دست بستہ ہون تیرے آگے جو چاہے کر میان
بر یہی ہے عجز و الحان ہم بھکاری دید کے

تیرے در کا ہون گدا ای نازنی ملک دید
نا فقہ احکام قرآن ہم بھکاری دید کے

صادق شہ خیر ہو نہین دور قبول دُون سے
بس مجھے تو شاہ شاہان ہم بھکاری دید کے

باغ یہی بو یہی غنچہ یہی گل یہی
جانان یہی جان یہی جز یہی ہے کل یہی

دوزخ و مالک یہی جنت و رضوان یہی
عرش معظم یہی کرسی یہی پُل یہی

ساقی صراحی یہی مے یہی میخوار یہی
مستی و سرمست یہی جام یہی مُل یہی

عابد و معبود یہہ بندہ یہی رب یہی
صاحب دفتر یہی مالک دُلدُل یہی

باد صبا بھی یہی سیر و بہاری یہی
نارۂ دلکش یہی قلقل بلبل یہی

خیر ہی صادق خموش ہو کے ذرا گوش کر
حشر ہی اور شور ہیا ہی تو میان غل یہی

منہہ پہ انچرا ڈہاپ گھونگٹ کر چلا یہہ کون ہی
سب سہاگن سانتہہ ہو گین شادی اب برباد ہی
چوڑیان چولی پلنگ جو جو تھا سامان سہاگ
کیا کرون لاچار ہون پر بس مین ہون کچھ بس نہین

اینٹھتا جون جون منا تا ہون بھلا یہہ کون ہی
چھوڑ دلہن کو چلا دلکو جلا یہہ کون ہی
وے رنڈاپا بیچلا سب بر ملا یہہ کون ہی
سر کے اوپر جو تھا سایہ سو ڈھلا یہہ کون ہی

اک ہجوم خلق مین سے برق سا جاتا رہا
رہگیا صادق بھی روتا بلبلا یہہ کون ہی

موہن نے من موہ لیو یہہ ڈاری منہہ پر پچکاری
ہوری کھیلت ہی رسیا اب بھیگ گئی ہین تن ساری
نین نچاوت چھیل چھبیلا آن ڈگر مین مان لیو
ڈار گلالی چھبٹ لیو اب کھیلت کھیلت مین ہاری
ناکر نول کشور منو ہر جا کے سنگ مین لوٹا نا
باٹ گھاٹ مین روکت ٹوکت ہی ہی منیا بت ماری
ہاتھون مین ان چتون کے بن مول لگا مین ای سکھیان
چیری موکو کر لینو مین سیان پر ہون بلہاری
چاہے ڈارے رنگ گلالی چاہے ڈارے گل ہا ہین
سانورے پی مین باوری ہوگئی اتھو کہونگی سو گاری
صادق ہوری کھیل گئے سب رنگ رہی جو ہی سو ہی
ابتو پھاگن ماس ہی کھیلین خیر سے آئی ہی باری

ای جلوہ گر ارض و سما قایم و قادر
ہر جا تو عیان ہی

یہہ ساری طلسمات جہان تجھسے عیان ہی
تو جان جہان ہی

نا عرض و جواہر تجھے نا ہی تو مربّع
اور نا تو مدوّر

نا گردش و جنبش ہی مگر سب مین ہی دایرہ
کیا رقص کنان ہی

ہی نام تو بیچون ہی مگر اصل مین باچون
تو ہی بتِ عیّار

ہر شی مین تو موجود ہی ای حاضر و ناظر
تو شاہِ بتان ہی

نا جسم تو رکھتا ہی مگر تو ہی مجسّم
ای ساحرِ عالم

گہ بود ہی نابود ہی گہ سب سے ہی باہر
تو تجھہ مین نہان ہی

تو گلشنِ زیبا کا گلِ رنگ برنگی
ای دلبر زیبا

ہی تجھہ سے بہار چمن اور ہووے جو قاہر
پھر باد خزان ہی

دیکھا جو تجھے یون کہ تو ہی شاہد معنی
ورنہ ہو نا حیران

ہی خیر کہ تجھہ دلمین ہی جا صادق شہ کو
بے وہم و گمان ہی

ولہ

اس نتگی پہ تشنے مجھے رام کیا ہی
بتخانہمین جا کے
جب رام کیا کرتے ہین آرام کیا ہی
میخانہمین آکے

ناصح کی نصیحت کو نمانے تو یہہ دیکھا
می پیالہ و ساقی
یون ہمنے میان اپنے کو بدنام کیا ہی
سو درد اٹھا کے

اب عشق کے کوچےمین ہو مردانہ مین آیا
سر ہاتھو نپہ لیکر
یہہ مفت نہین خول صمصام کیا ہی
سو زخم اٹھا کے

بیدرد کو کیا درد وجود ہو جاوے
یہہ درد کا قصّہ
ہی درد ازل ہمنے اسے عام کیا ہی
ایمان کو لٹا کے

کیا زرد کہو لال یا کالا کہون یا سبز
یا کہ کہون اُجلا
طی اسکو میان ہمنے بہ یک گام کیا ہی
پردیکو اٹھا کے

یہہ دشت شہادت مین شہ خیر ہی صادق
سر جاوے تو جاوے
قاتل نے میان قتل کا احکام کیا ہی
تیوڑی کو چڑھا کے

حمد بھی اک بات ہی اور نعت بھی اک بات ہی
بات مین تو بات ہی اثبات مین اثبات ہی
نور مین مجمل مفصل مین شہود ہی باشہود
دید مین ہر ہر کا رتبہ جسکا او سکے سات ہی

ہی نفی اثبات مین شرکِ جلی شرکِ خفی
محویت مین محو باہم صحویت اور محویت
نا وہان عاشق کی کوشش نا کشش معشوق کی
دو نون جب نکلین تو بیشک ذات وہ بالذات ہے
فقط اسجا ہی اضافت نا ہی دن نا رات ہے
نا تو کچھہ راحت ہی اسجا نا تو کچھہ آفات ہے

نا پھٹا صادق کا جامہ اور نہ یہہ کہنہ ہوا
آستین مین ہاتھہ ہی اس ہاتھہ مین پھر ہات ہی

پلایا ساقی مجھے اب تو جام خاموشی
شہید تیغ رضا ہون مین کشتۂ الفت کا
تڑپنا زیر کفِ خنجر شہادت ہی
گیا ہی دل سے وہ پندار اب تو فارغ ہون
اگرچہ شبلی ہو منصور ہو و یا ہو جنید
ہی ماسوا سے مجھے خوب کام خاموشی
مجھے ہی یار سے ہر دم پیام خاموشی
زبان سے کچھہ نہ کہا جز پیام خاموشی
نہین ہی کام بجز صبح و شام خاموشی
نہ کس سے کام مجھے بس ہی نام خاموشی

نہ کام روزہ سے رکھتا نہ کام رمضان سے
ہون صادق اب تو مجھے ہی صیام خاموشی

تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ ان ایام بہجت اقتران مین دیوان فیض عنوان تصنیف انیف صوفی صافی جناب فیضمآب شریعت پناہ طریقت دستگاہ جناب صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت کوشش و اہتمام سے جناب قاضی عبد الکریم و قاضی رحمۃ اللہ صاحبان تاجران کتب بمبئی کے مطبع شاخ فتح الکریم واقع بمبئی مین مطبوع ہو کر زینت بخش دبستان عالم ہوا۔ تاریخ یکم ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۱ع

کتبہ کمترین رکن الدین ابن مرحوم شیخ احمد عفی عنہ